مَنْ لَّمْ يَعْرِفِ الْوَقْفَ لَمْ يَعْرِفِ الْقُرْاٰنْ

علمِ وقف میں ایک لاثانی اور بے نظیر رسالہ

مُسَمّٰی بہ

جامعُ الوقف

مع

معرفۃ الوقوف

از افاداتِ عالیہ

حضرت مولانا حافظ قاری محبُّ الدین احمد صاحب
... قراءت مدرسہ تجوید الفرقان ، لکھنؤ

ناشر

... سراج احمد خانپوری مکتبۃ القراء متصل مدرسہ عالیہ دار القراء ماڈل ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

حامداً و مصلیاً و مسلماً ۔ اما بعد من جملہ علوم قرآنیہ کے ایک علم اوقاف بھی ہے ۔ اور یہ علم تجوید کا تکملہ اور تتمہ ہے کیونکہ تجوید کی طرح وقوف کی معرفت بھی ترتیل کا ایک حصہ اور اس کا ایک جُزء ہے اسی لئے علماء رحمہ اللہ رسائل تجوید میں وقف کے مسائل بھی بیان فرماتے رہے ہیں اور بہت سے علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی تالیف فرمائی ہیں ۔ عربی میں تو اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے علامہ عبد الکریم اشمونیؒ کی منار الہدیٰ فی بیان الوقف والابتداء ، اور شیخ الاسلام ابی یحییٰ زکریاؒ انصاری کی ، المقصد فی الوقف والابتداء مشہور ہیں لیکن اُردو کا دامن اس دولت سے تقریباً خالی تھا اللہ تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت قاری مقری محب الدین احمد صاحب الہ آبادی کو کہ انہوں نے اس ضرورت کا احساس فرمایا اور جامع الوقف و معرفۃ الوقف کے نام سے دو رسالے لکھ کر اُردو زبان کو بھی اس شرف سے ہمکنار کر دیا ۔ اور خوشی بالائے خوشی کی بات یہ ہے کہ حضرت قاری صاحب نے اس ناچیز کی خواہش پر ان ہر دو رسائل کے حقوق صرف اور صرف مکتبۃ القراء ماڈل ٹاؤن لاہور کو شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرما دی جس سے پاکستان میں ان کا حصول میسر آگیا ۔ امید ہے کہ اصحاب فن اور طلباء تجوید اس نعمت غیر مترقبہ کی قدر دانی فرمائیں گے ۔

ابو الاشرف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

بموجب ارشاد باری تعالیٰ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا ۔ قرآن مجید کو ترتیل ہی کے ساتھ پڑھنا چاہیئے، اس کے خلاف پڑھنے میں عقاب اور تہدید کا خوف ہے ۔ ۔ ۔ حرفوں کو اُن کے مخارج وصفات سے ادا کرنے اور وقف کے قواعد و مواقع پہچاننے کو ترتیل کہتے ہیں ۔ ترتیل اُسی وقت مکمل ہوتی ہے جب قاری حرفوں کو صحیح مخارج وصفات سے ادا کرنے کے ساتھ وقف کرنے میں قواعد وقف اور مواقع کی بھی رعایت کرے ۔ ترتیل ہی کا دوسرا جزو علم وقف بھی ہے، اہمیّت کے لحاظ سے علم وقف کسی طرح علم تجوید سے کم نہیں ۔ جس آیۂ کریمہ سے تجوید کا وجوب ثابت ہوتا ہے، اُسی آیۃ سے علم وقف کا بھی وجوب ثابت ہے ۔ ۔ ۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ اگر علم تجوید سے قرآن مجید کی صحت ہوتی ہے تو علم وقف سے قرآن کریم کی معرفت حاصل ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ موجودہ زمانہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ بہت عمدہ پڑھتے ہیں لیکن جس وقت اوقاف میں غلطی کرتے ہیں تو سن کر بڑی کلفت ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ ہر قاری کو علم تجوید، علم قرأت، علم رسم کے ساتھ علم وقف کا جاننا بھی ضروری ہے حتیٰ کہ اسی پر قاری کی تکمیل موقوف ہے ۔ اس سے علم وقف کی اہمیّت ظاہر ہے ۔ ۔ ۔ لہٰذا علم وقف

میں ایک ایسی کتاب لکھنے کی ضرورت معلوم ہوئی جس میں احکام وقف کے ساتھ سکتہ سکوت اور قطع کے احکام بھی معلوم ہوسکیں۔ یہ کتاب ان تینوں احکام کی حامل ہے، اس وجہ سے اس کتاب کا نام جامع الوقف ہے . . . اللہ تعالےٰ علم تجوید کے ساتھ طلبائے فن کو علم وقف کے حصول کی بھی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو قبول فرمادے۔ آمین۔
بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ؛

محب وطن پرنٹرز لاہور

پہلا سبق

اصطلاحات وقف اور اُس کی تقسیم

وقف کے لغوی معنی ٹھہرنے اور رُکنے کے ہیں۔ اصطلاح قرار کے اعتبار سے پڑھنے میں یہ چار طرح پر واقع ہوتا ہے۔

۱۔ وقف ۲۔ سکتہ ۳۔ سکوت ۴۔ قطع

اس کتاب میں انہیں چاروں کا بیان مقصود ہے۔ ہر ایک کی تعریف اس کے موقعہ پر بیان کی جاوے گی۔

علم وقف میں دو باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ اوّل کیفیّت وقف۔ دوسرا محل وقف۔ (۱) جس طرح وقف ہوتا ہے۔ اس کو کیفیّتِ وقف کہتے ہیں (۲) جس جگہ وقف ہو سکتا ہے اس کو محل وقف کہتے ہیں۔

کیفیّت وقف کی چار صورتیں ہیں

(۱) کیفیّت وقف بلحاظ ادا (۲) کیفیّت وقف بلحاظ اصل (۳) کیفیّت وقف بلحاظ رسم (۴) کیفیّت وقف بلحاظ وصل۔

کیفیّت وقف بلحاظ ادا کی چار صورتیں ہیں

(۱) وقف بالاسکان (۲) وقف بالاشمام (۳) وقف بالرّوم (۴) وقف

بالابدال ۔

کیفیت وقف بلحاظ اصل کی چار صورتیں ہیں

(۱) وقف بالسکون (۲) وقف بالتشدید (۳) وقف بالاظہار (۴) وقف بالاثبات ۔

محل وقف کی چار صورتیں ہیں

(۱) وقف تام (۲) وقف کافی (۳) وقف حسن (۴) وقف قبیح ۔

وقف واقع ہونے کی چار صورتیں ہیں

(۱) وقف اختیاری (۲) وقف اضطراری (۳) وقف اختباری (۴) وقف انتظاری ۔

(۱) جو وقف قصداً کیا جائے اس کو وقف اختیاری کہتے ہیں[۱] ۔

(۲) جو وقف بلا قصد واقع ہو اس کو وقف اضطراری کہتے ہیں[۲] ۔

(۳) جو وقف کسی کلمہ پر کیفیت یا محل وقف سمجھنے کی غرض سے کیا جائے اس کو وقف اختباری کہتے ہیں ۔

(۴) جو وقف اختلاف قراۃ پورا کرنے کی غرض سے کیا جائے اس کو وقف انتظاری کہتے ہیں یہ وقف اختلاف قراۃ ادا کرنے پر موقوف ہے ۔

---

[۱] مثلاً استراحت وغیرہ کی وجہ سے وقف کیا جاتے ۱۲ منہ

[۲] مثلاً ضیق نفس وغیرہ کی وجہ سے وقف کیا جائے ۱۲ منہ

دوسرا سبق

وقف بلحاظ ادا اور اس کی تعریف

(۱) حرف موقوف علیہ متحرک کو ساکن پڑھنا اس کو وقف بالاسکان کہتے ہیں۔
(۲) حرف موقوف علیہ مضموم کو ساکن کرتے ہوئے ضمہ کا ہونٹوں سے اشارہ کرنا اس کو وقف بالاشمام کہتے ہیں۔
(۳) حرف موقوف علیہ کی حرکت کو اس قدر ضعیف ادھورا پڑھنا کہ صرف قریب والا سن کر اس کی حرکت معلوم کر سکے اس کو وقف بالرّوم کہتے ہیں۔
(۴) حرف موقوف علیہ کے دو زبر کو الف سے اور تاء مدورہ کو ہائے ساکنہ سے بدل کر پڑھنا اس کو وقف بالابدال کہتے ہیں۔

وقف بالاسکان ۔ زبر زیر پیش تینوں حرکتوں میں ہوتا ہے چاہے حرکت اصلی ہو یا عارضی ۔

وقف بالاشمام ۔ صرف حرف موقوف علیہ مضموم میں ہوتا ہے ۔

وقف بالروم ۔ حرف موقوف علیہ مضموم اور مکسور میں ہوتا ہے۔

وقف بالابدال ۔ زبر والی تنوین اور تاء مدورہ میں ہوتا ہے ۔

تنبیہ : سکون[1] اصلی ۔ حرکت عارضی[2] ۔ میم جمع[3] ۔ ہائے تانیث[4]

۱ے جیسے فلا تنھر وغیرہ ۱۲ ۲ے مثل ومن یشاقق الرسول کے قاف پر ۱۲ ۳ے جیسے علیہم ۱۲ ۴ے جیسے رحمۃ ۱۲

ہائے[1] سکتہ میں روم اور اشمام جائز نہیں۔

تیسرا سبق

وقف بلحاظ اصل اور اس کی تعریف

(۱) حرف موقوف علیہ ساکن ہو تو اس کو وقف بالسکون کہیں گے جیسے فَلَا تَقْهَرْ وغیرہ۔

(۲) حرف موقوف علیہ مشدد ہو تو اس کو وقف بالتشدید کہیں گے جیسے مُسْتَمِرٌّ وغیرہ۔

(۳) حرف موقوف علیہ مدغم یا مخفی[2] واقع ہو تو اس کو وقف بالاخفاء کہیں گے جیسے فَلَا هٰتٌ ط ذٰلِكَ وغیرہ۔

(۴) حرف موقوف علیہ حرف مد واقع ہو تو اس کو وقف بالاثبات کہیں گے جیسے وَلَا تَنسَى الْحُرُوفَ وغیرہ۔

وقف بالسکون۔ یہ محض حرف ساکن پر ہوتا ہے اس کو وقف بالاسکان کہنا جائز نہیں۔ وقف بالسکون میں کوئی حرکت نہ ظاہر ہونا چاہیئے ورنہ لحن

---

[1] جیسے وَرَحْمَةٌ وغیرہ ۱۲ [2] مثل لَمْ يَتَسَنَّهْ وغیرہ ۱۲

[3] خواہ اخفی بالتنوین ہو جیسے مَن يَّقُولُ اِذَا ذَهَبَ حَيْثُ مِن قَبْلُ وغیرہ ۱۲۔

جلی ہو جاوے گی۔
وقف بالتشدید۔ یہ صرف حرف مشدّد پر ہوتا ہے اس وقت حرف مشدّد کو ساکن کرتے ہوئے تشدید کے بہے سکون میں ایک حرف کی تاخیر مزید ادا کرنی ہوگی تاکہ تشدید تام ادا ہو۔
وقف بالاظہار۔ یہ حرف موقوف علیہ مدغم اور حرف مخفی پر ہوتا ہے لہذا بحالت وقف اخفا یا ادغام نہ ہونا چاہیئے۔
وقف بالاثبات۔ یہ حرف مد کے ساتھ مخصوص ہے اس میں حرف مد محذوفہ کا ثابت رکھنا لازمی ہے خواہ حذف بوجہ وصل ہو جیسے لٰکنا ھو اللّٰہ وغیرہ یا حذف بوجہ اجتماع ساکنین ہو جیسے قالا الحمد وغیرہ یا حذف بوجہ رسم ہو جیسے یَسْتَحْیِ وغیرہ۔

چوتھا سبق

وقف بلحاظ رسم اور بلحاظ وصل اور اُن کی صورتیں

کیفیت وقف بلحاظ رسم کی ۲ صورتیں

(۱) جس کلمہ پر وقف کیا گیا ہے وہ وصلاً و رسماً متحد ہو مثل کتابیہ اس کو وقف موافق رسم کہتے ہیں۔

(۵) جس کلمہ پر وقف کیا گیا ہے وہ صرف رسماً موافق ہو مثل الظنونا وغیرہ اس کو بھی وقف موافق رسم کہتے ہیں۔

تنبیہ: وقف میں اگرچہ متابعت رسم ضروری ہے لیکن جن کلمات کے الف قراۃً ثابت ہی نہیں ان پر وقف موافق رسم نہ کرنا چاہیئے مثل قواریر ثانی سورۃ دہر کے اور ان تبوٓا وغیرہ۔

کیفیت وقف بلحاظ وصل کی بھی دو صورتیں ہیں

(۱) جو الف خلاف قراۃ مرسوم ہو مثل ثَمُوْدَا اور لِیَرْبُوا وغیرہ وہ وصل کی طرح وقف میں بھی محذوف ہوگا اور آخر کا رحرف ساکن پڑھا جائیگا اُس کو وقف موافق وصل کہتے ہیں۔

(۲) جو حرف مدمقرہ ورسماً محذوف ہو مثل لَتَنُسْتُوٗ وغیرہ وہ وقف بھی پڑھا جائے گا اُس کو بھی وقف موافق وصل کہتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں وقف موافق رسم جائز نہیں۔

فائدہ۔ لفظ سَلٰاَ سِلَاْ پر حذف الف مع سکون لام سَلٰاَ سِلْ اور فَمَا اٰتٰنِ یائے ساکنہ کے ساتھ فَمَا اٰتٰنِیْ وقف موافق وصل بھی جائز ہے۔

سوالات

(۱) ترتیل کس کو کہتے ہیں اور کس وقت مکمل ہوتی ہے؟ (۲) علم وقف کا وجوب کہاں سے ثابت ہے؟ (۳) علم وقف میں کن دو باتوں کا جاننا

ضروری ہے؟ (۴) کیفیت وقف بلحاظ اصل کی صورتیں بیان کرو۔ (۵) وقف
بالاسکان اور وقف بالسکون میں کیا فرق ہے؟

پانچواں سبق

وقف کی تعریف اور اُس کے احکام

آخر کلمہ پر سانس اور آواز توڑ کر ٹھہرنا اور سانس لینا اس کو وقف کہتے ہیں

(۱) حرف موقوف علیہ متحرک کو ساکن کرتے ہوئے سانس توڑ دینا ضروری ہے۔

(۲) وقف کرنے کے بعد دوسری سانس سے ابتدا کرنا ضروری ہے ورنہ وقف نہ ہوگا۔

(۳) وقف ہمیشہ کلمہ کے آخر پر کرنا چاہیئے درمیان کلمہ پر نہ ٹھہرنا چاہیئے۔

(۴) دو کلمہ ملا ہوا لکھا ہو مثل بِئْسَمَا وغیرہ تو ہمیشہ دوسرے کلمہ کے آخر پر ٹھہرنا چاہیئے۔

(۵) حرف موقوف علیہ متحرک پر وقف کرتے ہوئے اس کو ساکن کرنا ضروری ہے حرکت یا تنوین پر ٹھہرنا جائز نہیں۔

(۶) حرف موقوف علیہ متحرک میں روم اشمام بھی جائز ہے بشرطیکہ حرکت اصلی ہو۔

تنبیہ : روم کی حالت میں تنوین نہ پڑھی جائے گی بلکہ اس کی حرکت میں روم ہوگا۔

(۷) ہائے ضمیر میں روم واشمام بھی جائز ہے لیکن بحالت روم صلہ نہ ہوگا جیسے رَسُوْلَهٗ وغیرہ۔

(۸) تائے تانیث میں بھی روم واشمام جائز ہے۔ مثل اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ وغیرہ۔

(۹) حرف موقوف علیہ ہائے تانیث واقع ہو مثل نعمة وغیرہ تو اس صورت میں وقف بالابدال ہوگا۔

(۱۰) حرف موقوف علیہ منصوب[1] منون واقع ہو مثل جفاءً وغیرہ تو اس صورت میں بھی وقف بالابدال ہوگا۔

(۱۱) حرف موقوف علیہ نون یا میم واقع ہو مثل مِنْ رَبِّكُمْ وغیرہ تو اس میں وقف بالاظہار ہی ہوگا۔ اسی طرح کسی حرف مدغم یا حرف مخفی پر وقف کیا گیا تو وقف بالاظہار ہوگا۔

(۱۲) جو حرف مد مرسوم بوجہ اجتماع ساکنین وصلاً محذوف ہو مثلاً قلنا اھبطوا یرجوا اللہ یؤتی الحکمۃ وغیرہ اس پر وقف بالاثبات ہوگا۔

(۱۳) جو حرف مد بوجہ تماثل غیر مرسوم ہو اس پہ وقف بالاثبات ہوگا

---

[1] منصوب منون دو زبر والی تنوین کو کہتے ہیں ۱۲ منہ

مثلاً تَرَاءَ الجَمعَانِ کے پہلے کلمہ پر وقف کیا گیا تو اثبات الف کے ساتھ تراء ہوگا۔

(۱۴) جو الف مرسوم وصلاً محذوف ہو مثل وَاَنَا اَوَّلُ المُسْلِمِیْنَ اور السَّبِیْلا وغیرہ اس پر وقف بالاثبات ہوگا۔

(۱۵) وقف رسم قرآنی کے موافق کرنا چاہیے مثلاً اٰتٰنِیَ الکِتٰبَ میں اٰتَانِیْ پر اور اٰتٰنِ ءَ اللہُ میں لفظ اٰتَان پر وقف موافق رسم ہوگا لیکن مثل وَلِیَّ ءَ اللہُ کے یائے ثانیہ پر سکون یا کے ساتھ وقف موافق وصل ہوگا۔

(۱۶) وقف بالتشدید میں دیر دو حرفؔ کی ہوگی مثل عادٌّ اور سَوِیٌّ وغیرہ

(۱۷) وقف بالتشدید میں روم و اشمام بھی جائز ہے۔ اگرچہ منوّن ہو مثل دُرِّیٌّ وغیرہ

(۱۸) حرف موقوف علیہ نون یا میم مشدد ہو تو ایک کے برابر غنّہ ہوگا۔ اگرچہ روم یا اشمام کیا جائے جیسے جَانٌّ وغیرہ

تنبیہ: نون یا میم ساکنہ پر وقف کرتے ہوئے زائد غنّہ سے احتراز کرنا چاہیے لیکن اگر نون میم مشدد پر وقف کیا جائے تو غنّہ ایک الف کے برابر ہوگا۔

(۱۹) حرف موقوف علیہ کے ماقبل سکون اصلی ہو تو بجائے وقف

ؔ حرف مشدد کے ادا کرنے میں تشدید ہی کے حرف ساکن کے برابر تاخیر دو حرف کے برابر ہوگی ۱۲ منہ

بالاسکان کرنے کے وقت بالروم کرنا بہتر ہے تاکہ سکون اصلی تمام ادا ہو جیسے سَبۡعًا وغیرہ ۔

تنبیہ :۔ اس کا بہت خیال رکھنا چاہیئے کہ سکون وقفی کی وجہ سے ماقبل کا حرف ساکن متحرک نہ ہو جائے جیسے وَاسۡتَغۡفِرۡہُ کے بجائے وَاسۡتَغۡفِرُہٗ

(۲۰) قطبُ جَدٍّ کے کسی حرف پر وقف کیا جائے تو سکون وقفی میں قلقلہ کی ٹوٹتی ہوئی آواز خوب ظاہر کرنا چاہیئے جیسے فَلَقۡ وغیرہ ۔

(۲۱) بحالت وقف حروف قلقلہ مشددہ کا قلقلہ تشدید کی تاخیر کے بعد ظاہر ہوگا جیسے وَرَسُوۡلُہٗ اَحَقُّ وغیرہ ۔

تنبیہ :۔ جو قواعد تجوید کیفیت وقف سے متعلق ہیں یہاں صرف وہی بیان کئے جائیں گے ۔

(۲۲) جوا ر بوجہ وقف ساکن ہو یا پہلے سے ساکن ہو وہ بحالت وقف پُر ہوگی بشرطیکہ ماقبل زیر یا یائے ساکنہ نہ ہو جیسے لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ وغیرہ ۔

(۲۳) رائے مشددہ موقوفہ پُر پڑھی جائے گی بشرطیکہ ماقبل زیر نہ ہو جیسے مُسۡتَقَرٌّ وغیرہ ۔

(۲۴) رائے موقوفہ بالروم بھی پُر ہوگی بشرطیکہ را خود مکسور نہ ہو جیسے تَدۡبِرُ وغیرہ ۔

(۲۵) رائے موقوفہ بالاشمام پُر اور باریک پڑھی جانے میں وقف بالاس

کے حکم میں ہے۔

فائدہ:۔ لفظ فِرْقٍ پر ٹھہرنے سے را، باریک پڑھنا بھی جائز ہے لیکن پُر پڑھنا اولیٰ ہے۔

(۲۶) جو حروف ہمیشہ پُر پڑھے جاتے ہیں اُن کو وقف میں پُر ہی پڑھنا چاہیئے۔ جیسے علیها حافظ وغیرہ

(۲۷) جو صفات عارضہ موقوف علی الوصل ہیں اُن کو وقف میں نہ ادا کرنا چاہیئے مثلاً مد منفصل پر کیا گیا تو مد نہ کرنا چاہیئے جیسے سمّیتموها انتم کی ہا پر۔

تنبیہ:۔ حرف مد پر وقف کرتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ حرف مد کے ادا میں نہ کمی واقع ہو نہ زیادتی اور نہ حرف مد کے بعد ہمزہ یا ہا کی آواز پیدا ہونے پائے ورنہ لحن جلی ہو جائے گی۔

(۲۸) حرف موقوف علیہ مفتوح سے پہلے حرف مد واقع ہو مثل العٰلمینَ وغیرہ تو اس میں طول توسط قصر تینوں وجہیں جائز ہیں۔

فائدہ: حرف مد کے بعد سکون وقفی واقع ہو تو اس کو مد عارض کہتے ہیں۔

(۲۹) حرف مد کے بعد سکون وقفی سے پہلے حرف مد واقع ہو مثل الرَّحِیْمِ وغیرہ۔ اس میں طول توسط قصر مع الاسکان اور قصر مع الروم

چار وجہیں جائز ہیں ۔
(۳۰) حرف موقوف علیہ مضموم ہے پہلے حرف مد واقع ہو مثل نَسْتَعِيْنُ وغیرہ اس میں طول توسط قصر مع الاسکان اور طول توسط قصر مع الاشمام اور قصر مع الروم سات وجہیں جائز ہیں ۔
(۳۱) مد متصل[1] وقفی میں توسط کے علاوہ بوجہ سکون عارض طول بھی جائز نہیں اور مدّ عارض کا توسط بہتر نہیں مثل يَشَاءُ وغیرہ ۔
(۳۲) مد متصل وقفی میں بحالت روم صرف توسط ہی ہوگا طول اور قصر مع الروم جائز نہیں ۔
(۳۳) مدّ لازم وقفی میں سکون وقفی کی وجہ سے بھی طول ہو سکتا ہے لیکن مد لازم کا طول اولیٰ ہے ، مثل صَوَآفَّ وغیرہ ۔
(۳۴) حرف موقوف علیہ سے پہلے حرف لین واقع ہو مثل رَائِ الْعَيْنِ اس میں بھی طول توسط قصر تینوں وجہیں جائز ہیں لیکن قصر اولیٰ ہے ۔
فائدہ : حرف لین کے بعد سکون وقفی واقع ہو تو اس کو مد لین عارض کہتے ہیں ۔
(۳۵) مد لین عارض میں بحالت روم صرف قصر ہی ہوگا مد کرنا جائز نہیں
تنبیہ :۔ مد کے وجوہ مذکورہ میں سے قاری جس وجہ کو چاہے ادا کرے

---
[1] خواہ ہمزہ ساکن کرنا بوجہ وقف بالاسکان ہو یا بالاشمام اسی طرح مد لازم وقفی میں بھی دونوں کا ایک ہی حکم ہے بشرطیکہ موقوف علیہ مضموم ہو ۱۲ منہ

لیکن جس وجہ کو اختیار کرے اس کو آخر تک باقی رکھے۔ سب وجہوں کو جمع کرنا یا مساوات کے خلاف پڑھنا جائز نہیں۔

سوالات

(۱) وقف بالاظہار اور وقف بالاثبات کی تعریف کرو؟ (۲) وقف بالتشدید میں روم یا اشمام جائز ہے یا نہیں۔ (۳) لِنُحیِیَ پر وقف موافق رسم ہوگا یا موافق وصل؟ (۴) رار مشددہ پر وقف کیا جائے تو را پر ہوگی یا باریک؟ (۵) مد متصل وقفی اور مد لازم وقفی کی تعریف اور حکم بیان کرو۔

چھٹا سبق

محل وقف کے احکام

(۱) وقف کرتے میں محل اوقاف کے مراتب کا لحاظ ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ وقف تام یا وقف کافی تک باوجود سانس پہنچ جانے کے وقف حسن یا وقف قبیح پر وقف کردیا جائے۔

وقف اگر ایسی جگہ کیا جائے جہاں لفظاً و معناً تعلق منقطع

ہو جائے تو اس کو وقف تام کہتے ہیں اور اگر صرف لفظاً تعلق منقطع ہو تو وقف کافی کہیں گے اور اگر لفظاً تعلق نہ منقطع ہو تو وقف حسن کہیں گے اور اگر باوجود لفظاً و معناً تعلق نہ منقطع ہونے کے وقف کرنے میں کسی قسم کی قباحت لازم آئے تو ایسا وقف قبیح ہے۔

(۲) محل اوقاف کی رعایت سے قرآن شریف پڑھنا تفہیم معنی اور تحسین قرأت کا باعث ہے لہٰذا جس محل وقف کا حکم ہو اسی کے موافق عمل کرنا چاہیئے۔

(۳) وقف میں توقف اور تاخیر صرف اس قدر ہونا چاہیئے کہ سانس بآسانی لی جاسکے اس کے خلاف جائز نہیں۔

(۴) اگر کسی شخص کی سانس پھولتی ہو تو حسب ضرورت وقف میں تاخیر کی جاسکتی ہے تاکہ قرارت اطمینان کے ساتھ ادا ہو لیکن بوجہ تاخیر مزید اس کو وقف نہ کہیں گے بلکہ یہ سکوت ہوگا جبکہ پڑھنے کا ارادہ ہو۔

(۵) پڑھتے پڑھتے سانس تنگ ہونے لگے تو پہلے سے اس کا خیال رکھے کہ درمیان کلام یا وسط کلمہ پر وقف نہ ہونے پائے۔ ورنہ وقف غلط ہوگا۔

(۶) وقف اختیاری کے لئے محل وقف ضروری ہے خواہ علامت وقف ہو یا نہ ہو۔

(۷) وقف اضطراری جمیع احکام میں مثل وقف اختیاری کے ہے لہٰذا

حتیٰ الامکان وقف اضطراری میں بھی احکام وقف کی رعایت کرنا چاہیئے۔

(۸) وقف تام پر باقتضائے ختم کلام وقف ضروری ہے اس لئے کہ وقف کلام کے تمام ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(۹) وقف کافی۔ وقف بہتر ہے اس لئے کہ تعلق لفظی کا نہ ہونا ہی وقف کے لئے اصل محل ہے اسی وجہ سے وقف تام یا وقف کافی پر وقف کرنے کے بعد اعادہ جائز نہیں[۱]۔

(۱۰) وقف حسن پر وقف جائز ہے اس لئے کہ اس پر وقف کرنے سے کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔ البتہ وقف اختیاری بہتر نہیں۔ اور ابتدا جائز نہیں۔

(۱۱) وقف قبیح پر وقف اختیاری جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس پر وقف کرنے سے قباحت لازم آتی ہے۔

(۱۲) وقف تام یا وقف کافی پر وقف کرنے کے بعد ابتدا کرنا چاہیئے۔ ان میں اعادہ جائز نہیں۔

وقف تام یا وقف کافی کے مواقع جو نہیں سمجھ سکتے اُن کو چاہیئے کہ آیات یا علامت وقف پر بوقت ضرورت وقف کریں۔

---

[۱] موقوف علیہ یا اس کے ماقبل پڑھنے کو اعادہ اور مابعد سے پڑھنے کو ابتدا کہتے ہیں ۱۲ منہ

(۱۳) موضع سکتہ پر وقف جائز نہیں البتہ جس علامت وقف پر سکتہ مرسوم ہے وہاں وقف بھی جائز ہے اگرچہ سکتہ واجب ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۴) وقف حسن یا وقف قبیح پر وقف کرنے کے بعد اعادہ کرنا چاہیئے۔

(۱۵) حروف مقطعات پر وقف جائز نہیں۔ اگر اضطراراً وقف ہو جائے تو پھر سے ابتدا کرنا چاہیئے۔ البتہ آخر حرف پر وقف جائز ہے جیسے کھٰیٰعص وغیرہ

بلا ضرورت وقف کرنا یا وقف میں بلا وجہ تاخیر کرنا جائز نہیں۔

سوالات

(۱) محل اوقاف میں کس قسم کی رعایت کرنی چاہیئے؟ (۲) وقف میں توقف اور تاخیر کس قدر ہونی چاہیئے؟ (۳) وقف اضطراری کی تعریف اور مثال بیان کرو۔ (۴) وقف تام اور کافی کی تعریف اور حکم بیان کرو۔

(۵) وقف حسن اور قبیح پر وقف اختیاری جائز ہے یا نہیں؟

ساتواں سبق

علامت وقف اور علامت وصل کے احکام

○ یہ علامت آیت پوری ہونے کی ہے اسی وجہ سے اس علامت

ہی کو آیت کہتے ہیں۔ آیت پر ٹھہرنا مستحب ہے۔ جب کہ بخیال ادائے سنّت ہو۔ ورنہ بربنائے اصل قرأت وصل مستحب ہے اس لئے کہ آیت بغرض الوقف نہیں ہے اور اگر کسی جگہ آیت کا ظاہر کرنا ہی مقصود ہو تو ایسی صورت میں وقف کرنا ضروری ہوگا۔

(۵) یہ علامت آیت مختلف فیہ ہونے کی ہے لہٰذا اس جگہ آیت سمجھ کر وقف کرنا چاہئیں تو کر سکتے ہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ امام عاصم صاحبؒ کے نزدیک یہاں آیت نہیں ہے۔ اس کی کوئی اصلیت نہیں کیونکہ قراء سبعہ کو اختلاف آیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

م ۔ یہ وقف لازم کی علامت ہے اس پر باقتضائے ختم کلام وقف کرنا لازم ہے تاکہ وصل کرنے سے کسی قسم کی قباحت نہ لازم آئے اسی وجہ سے اس کو وقف لازم کہتے ہیں۔

ط ۔ یہ وقف مطلق کی علامت ہے یہاں بوجہ ختم کلام وقف تام ہے اس وجہ سے یہاں وقف کرنا ضروری ہے۔ تاکہ وصل کرنے سے اتصال کلام کا التباس نہ لازم آئے

ج ۔ یہ وقف جائز کی علامت ہے اس پر بوجہ تفہیم معنی اور تحسین قرأت وقف کرنا مستحسن ہے۔

تنبیہ:۔ یہ وہ مواقع ذکر کئے گئے ہیں جو انفصال کلام کو مقتضی ہیں اور قاری وقف کرنے کا مکلّف ہے آگے وہ مواقع ذکر کئے جاتے ہیں جہاں قاری کو اختیار ہے اور بوجہ عدم ضرورت وقف کرنے کا مکلّف نہیں ہے

ز ۔ یہ وقف مجوز کی علامت ہے ۔ اس پر وقف کرنے کی اجازت دی گئی ہے جب کہ وقف قوی یہ علامت جیم وغیرہ دور ہو کر کیونکہ یہ وقف ضعیف ہے ۔

ص ۔ یہ وقف مرخص کی علامت ہے ۔ یہاں عند الضرورت[1] وقف کرنے کی اجازت دی گئی ہے یہ علامت بھی وقف ضعیف کی ہے ۔

ق ۔ یہ علامت قیل علیہ الوقف کی ہے اس پر وقف کر لیا گیا تو کوئی حرج نہیں لیکن وقف ضعیف ہے ۔

ك ۔ یہ علامت کذٰلک کی ہے ۔ یہ اگر علامت وقف کے بعد واقع ہو تو وقف کے حکم میں ہے اور اگر علامت وصل کے بعد واقع ہو تو وصل کے حکم میں ہے ۔

قف ۔ یہ قد یوقف کا مخفف ہے ۔ صیغہ امر نہی ہے ۔ اس پر اگر وقف ہو گیا تو کوئی حرج نہیں البتہ وقف اختیاری بہتر نہیں ہے ۔

صَل ۔ یہ قد یوصل کا مخفف ہے ۔ یہ بھی صیغہ امر نہی ہے اس پر بہ نسبت وقف کے وصل پسند کیا گیا ہے اور قد یوقف کا مقابل ہے ۔

تنبیہ : ۔ قِف اور صَل یہ دونوں بھی اگرچہ وقف اضعف کی قسمیں ہیں لیکن ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ قِف پر بمقابل صل وقف راجح ہے اور

---

[1] خواہ اضطراری ضرورت ہو یا اتفاقی یعنی پہلے سے ارادہ ٹھہرنے کا نہیں تھا بلکہ کسی اتفاقیہ ضرورت سے وقف کر دیا گیا ۱۲ منہ

ہے لیکن وقف کرنے کے بعد یہاں اعادہ ضروری ہے۔

صلی ۔ یہ الوصل اولیٰ کا مخفف ہے۔ یہاں بوجہ تعلق لفظی کے وصل ہی کرنا چاہیے۔ یہ اگرچہ وقف حسن کی علامت ہے اور جوازِ وقف کی صورت ہے۔ لیکن وقف کرنے کے بعد یہاں اعادہ ضروری ہے۔

لا ۔ یہ لا وقف علیہ کا مخفف ہے اور وقف قبیح کی علامت ہے۔ اس جگہ باقتضائے اتصال کلام وصل کرنا ضروری ہے کیونکہ ایسی جگہ وقف کرنے سے قباحت لازم آئے گی اسی وجہ سے اس پر وقف ناجائز ہے۔

قلا ۔ یہ وقف مختلف فیہ کی علامت ہے اور قیل لا وقف علیہ کا مخفف ہے اس جگہ پر وقف نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔ جن کے نزدیک یہاں وقف معتبر ہے اُن کے نزدیک اعادہ نہ ہوگا۔

لا ۔ اسی طرح آیت پر لا لکھتے ہیں۔ یہاں وقف قبیح نہیں ہے بلکہ آیت ہونے کی وجہ سے وقف جائز ہے البتہ بوجہ محل وقف نہ ہونے کے وصل بہتر ہے لیکن وقف کرنے کے بعد اعادہ کرنا چاہیے۔

∴ ∴ یہ وقف معانقہ کی علامت ہے قرآن مجید کے حاشیہ پر معانقہ کا مخفف مع لکھا رہتا ہے اور درمیان آیت میں دو جگہ تین تین نقطے مرسوم ہوتے ہیں مثل لَا رَیْبَ ∴ فِیْہِ ∴ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ وغیرہ۔

وقف ۔ معانقہ کا یہ حکم ہے کہ نہ دونوں جگہ وقف کرنا چاہیے ورنہ

ع؎ بوجہ ضرورت و عدم قباحت ۱۲ منہ

درمیان والا کلمہ بے ربط ہو جائے گا اور نہ وصل کرنا چاہیئے تاکہ معنی سمجھنے میں تکلف نہ ہو لہذا وصل اوّل وقف ثانی یا وقف اوّل وصل ثانی کرنا چاہیئے۔

وقفہ ۔ لفظ وقف وسکتہ کی ہا کے ساتھ یہ الوقف مع السکت کا مخفف ہے یعنی جس قدر وقف میں تاخیر ہوتی ہے اتنی ہی تاخیر کے ساتھ سکتہ کیا جائے۔ یہ درحقیقت وقف نہیں ہے بلکہ سکتہ طویل ہے ۔ یہ ایسے موقع پر جہاں لکھتے جہاں وقفہ مرسوم ہو لیکن اصل سکتہ جائز نہیں۔ اس موقعہ پر سکتہ کی جگہ وقف بھی جائز ہے۔ لیکن وقفہ بہتر ہے باقی سکتہ کا مفصل بیان آخری سبق میں آئے گا۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یہ کلام مجید کے حاشیہ پر لکھا رہتا ہے ایسے موقع پر وقف مستحب ہے اس لیے کہ درمیان آیت میں کئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے گئے ۔ جگہ وقف ثابت ہے۔ یہ نیز وقف منزل وقف غفران وقف کفران حاشیہ پر لکھے رہتے ہیں اس لئے یہاں اس کے مواقع نہیں ذکر کئے گئے۔

وقف منزل ۔ اس کو وقف جبرئیل بھی کہتے ہیں اس موقعہ پر بھی وقف مستحب ہے ۔ نزول قرآن کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جس جگہ وقف کیا ہے وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی

وقف فرمایا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہاں وحی منقطع ہوئی ہے۔

وقف غفران ۔ یہ بھی قرآن مجید کے حاشیہ پر مرسوم ہے۔ ایسی جگہ وقف کرنے سے معنی کی وضاحت اور سننے والے پر بھی بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے اس کو وقف غفران کہتے ہیں۔ یہاں وصل سے وقف بہتر ہے۔

وقف کفران ۔ یہ حاشیہ پر ایسی جگہ لکھا رہتا ہے جہاں وقف کرنے سے خاص قسم کی قباحت پیدا ہوتی ہے جس کو معنی جاننے والا ہی خوب سمجھ سکتا ہے بلکہ اگر سامع ایسے معنی کا عقیدہ کرے تو موجب کفر ہے لہٰذا ایسے موقع پر وقف نہ کرنا چاہیئے۔

تنبیہات وقف

(۱) وقف کرنے کے بعد اصل یہی ہے کہ ابتدا کی جائے لہٰذا جن مواقع میں کسی حیثیت سے بھی ابتدا ہوسکتی ہے ان کو محل وقف میں شمار کرتے ہوئے مختلف قسم کی علامتیں بیان کردی گئی ہیں لہٰذا علامت وقف پر وقف کرنے کے بعد اعادہ جائز نہیں۔

(۲) علامات وقف کی ترتیب اُس کی قوت اور ضعف کے لحاظ سے ہے۔ سب سے قوی علامت میم ہے اور سب سے ضعیف علامت صَل۔

لہٰذا حتیٰ الامکان علامت قویہ کے ہوتے ہوئے ضعیف علامت پر نہ ٹھہرے۔
(۳) آیت پر جس قسم کی علامت مرسوم ہوگی ویسا ہی اُس کا حکم دیا جائے گا۔ مثلاً کسی آیت پر طا ہے اور کسی پر زا تو ٹھہرنے کے بارے میں وہ آیت زیادہ بہتر ہے جس پر قوی علامت ہے۔ اور اگر کسی ایک جگہ کئی علامتیں مرسوم ہوں تو ان میں سے جو قوی ہو اس پر عمل کرنا چاہیئے اور حسب ضرورت بھی عمل کرنا جائز ہے۔
(۴) علامت وصل صرف دو ہیں ایک صلے دوسرے لام الف (لا) ہے لہٰذا ان دونوں میں سے کسی ایک پر بھی وقف اختیاری جائز نہیں۔ اس لئے کہ یہ محل وقف ہی نہیں ہیں۔
(۵) قرأت ترتیل۔ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا نام ہے اس لئے ترتیل میں ہر آیت اور علامت وقف پر وقف کرنا بہتر ہے تاکہ قرآت اطمینان کے ساتھ ادا ہو اور معنی سمجھنے میں آسانی ہو۔
(۶) قرأت حدر۔ عجلت کے ساتھ پڑھنے کا نام ہے۔ اس لئے ہر آیت اور علامات وقف پر بلا ضرورت وقف نہ کرنا بہتر ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ کلام اللہ ادا ہو جائے۔
(۷) قرأت تدویر۔ درمیانی حالت کے ساتھ پڑھنے کو کہتے ہیں اس لئے تدویر میں آیات اور علامات وقف پر وقف کرنے میں میانہ روی

اختیار کرنا بہتر ہے۔ میانہ روی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وقف ضعیف کا وصل کرے اور وقف قوی پر ٹھہرے تاکہ قرأت باحسن وجوہ ادا ہو۔

سوالات

(۱) آیت کے بعد علامات وقف واقع ہو تو کس پر ٹھہرنا چاہیئے؟ (۲) میم اور طا کا حکماً فرق بیان کرو؟ ان پر وقف نہ کرتے ہیں کیا حرج ہے (۳) ذِ۔ص۔ق۔ قَف۔ صل صلیٰ میں ہر ایک کا حکماً فرق بیان کرو (۴) آیت لا اور صلیٰ پر وقف کرنے کے بعد ابتدا ہوگی یا اعادہ۔؟ (۵) وقف معانقہ کی تعریف اور اُس کا حکم بیان کرو۔

آٹھواں سبق

سکتہ کی تعریف اور اس کے احکام

آواز بند کردینا اور سانس نہ توڑنا اُس کو سکتہ کہتے ہیں۔

(۱) سکتہ کرتے وقت متحرک کو ساکن کرنا چاہیئے اور دو زبر والی تنوین کو الف سے بدلنا چاہیئے۔

(۲) سکتہ میں وقف سے کم تاخیر ہوگی مگر نہ اتنی کہ سامع کو سکتہ کرنے

کا علم ہی نہ ہو ۔
(۳) سکتہ از قسم وقف ہے ۔ اس وجہ سے کیفیت سکتہ، کیفیت وقف کے حکم میں ہے لہذا زیر یا در پیش والی تنوین کو سکتہ میں حذف کر دینا چاہیئے ۔
(۴) جس طرح سکتہ موقوف علی الوصل اسی طرح سکتہ کا حکم بھی موقوف علی الوصل ہے یعنی وقف کرنے سے سکتہ کا وجوب اور جواز ساقط ہو جائے گا ۔
(۵) سکتہ کی حالت میں بھی ردم اشمام[1] جائز ہے ۔ اگرچہ ادائً بوجہ تکلف مستعمل نہیں ہے ۔
(۶) سکتہ کرنا وہیں صحیح ہے جہاں سکتہ ثابت ہو لہذا ہر حرف ساکن پر سکتہ ہو جانے سے احتراز کرنا چاہیئے ۔ البتہ اگر حرف صحیح ساکن کے بعد ہمزہ آجائے تو کوئی حرج نہیں یہ سکتہ بطریق جزری جائز ہے ۔ اسی کو سکتہ لفظی کہتے ہیں ۔
(۷) سکتہ کرتے وقت حرف مدغم کو ظاہر کر کے پڑھنا چاہیئے جیسے مَن سکتہ رَاق وغیرہ
(۸) محل وقف پر سکتہ جائز نہیں البتہ جن علامت وقف پر سکتہ مرسوم ہے وہاں جائز ہے اسی طرح آیات پر بھی سکتہ جائز ہے ۔
(۹) آیات پر روایتہً سکتہ جائز نہیں اگر بلا لحاظ روایت سکتہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ۔

---

[1] کذا فی حجۃ القاری بحوالہ جعبری ۔ ۱۲ منہ

(۱۰) سکتہ کی علامت و س ہے خواہ آیت پر ہو یا بلا آیت لیکن درمیان آیت میں سکتہ نہ مرسوم ہو تو نہ کرنا چاہیئے۔

(۱۱) سکتہ کرنے میں وقف سے زیادہ تاخیر ہوگئی تو ایسا سکتہ کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس کی ادا موقوف علی النقل ہے اسی وجہ سے وقفہ کو سکتہ کہنا صحیح نہیں۔

(۱۲) حروف مد کے بعد سکتہ کیا جائے مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ تو اس وقت مد کرنا بھی جائز ہے۔

(۱۳) مد منفصل پر سکتہ کیا جائے مثل یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ ... تو اس وقت بوجہ سکون عارض طول بھی جائز ہے لیکن قصر جائز نہیں اور مد منفصل میں بحالت سکتہ مد جائز نہیں۔

(۱۴) سکتہ کرکے ابتداہی کرنا چاہیئے۔ بحالت سکتہ اعادہ جائز نہیں۔

فائدہ: جہاں انفصال معنی کی وجہ سے وصل اور اتصال کلام کی وجہ سے وقف مناسب نہیں ہوتا وہاں سکتہ ہی کرنے سے معنی کی وضاحت ہوتی ہے۔

(۱۵) حروف مقطعات پر مثل حٰمٓ عٓسٓقٓ سکتہ کرنا روایۃً جائز نہیں لہٰذا ان حرفوں کو ادا کرتے ہوئے خیال رکھنا چاہیئے کہ کسی حرف پر سکتہ نہ ہونے پائے البتہ میم پر بوجہ آیت سکتہ جائز ہے۔

(۱۶) جن کلمات کے آخر میں ہائے سکتہ ہے۔ اُن پر بجز آیتہ کے سکتہ کرنا جائز نہیں اس قسم کے سات کلمات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔
(۱) لَمْ يَتَسَنَّهْ سورہ بقرہ میں (۲) اِقْتَدِهْ سورۂ انعام میں
(۳) كِتَابِيَهْ سورۃ حاقہ میں (۴) حِسَابِيَهْ سورۃ حاقہ میں
(۵) مَالِيَهْ سورۃ حاقہ میں (۶) سُلْطَانِيَهْ سورۃ حاقہ میں
(۷) مَاهِيَهْ سورۃ القارعہ میں۔

فائدہ:۔ سکتہ کی دو قسمیں ہیں۔ سکتہ لفظی سکتہ معنوی سکتہ لفظی وصل کے حکم میں ہے لیکن بروایت حفص یہ سکتہ جائز نہیں بجز اُس صورت کے جو طریق جزری سے ہے۔

(۱۷) آیات پر نیز جو سکتے مرسوم ہیں وہ سکتے معنوی ہیں لہذا معلوم ہونا چاہیئے کہ سکتے معنوی وقف کے حکم میں ہیں۔ اور سکتہ لفظی وصل کے حکم میں ہے۔

(۱۸) حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ذیل کے چار کلمات پر سکتہ واجب ہے۔
(۱) سورہ کہف میں لفظ عِوَجًا پر (۲) سورۂ یٰسین میں مِنْ مَّرْقَدِنَا پر
(۳) سورہ قیامہ میں قِيْلَ مَنْ پر (۴) سورہ مطففین پر كَلَّا بَلْ پر

(۱۹) علامات وقف میں سے صرف مِنْ مَّرْقَدِنَا پر سکتہ واجب ہے۔

اس پر اگرچہ وقف لازم بھی ہے لیکن اگر وقف نہ کیا گیا تو سکتہ کرنا واجب ہے۔

(۲۰) ائمہ وقف سے درمیان آیت میں صرف چار جگہ سکتہ جائز ہے۔

(۱) اعراف میں ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا پر (۲) اعراف میں اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا پر (۳) یوسف میں اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا پر
(۴) قصص میں یُصْدِرَ الرِّعَاءُ پر

تنبیہات سکتہ

(۱) جن مواقع پر ائمہ وقف کے نزدیک سکتے جائز ہیں ان کو روایۃً نہ کرنا چاہیئے ورنہ کذب فی الروایۃ لازم آئے گا البتہ بلا لحاظ روایت سکتہ کرنا جائز ہے۔

(۲) آیات پر سکتہ چونکہ لغرض الاعلان جائز ہے۔ اس لئے مناسب نہیں کہ کسی آیت پر سکتہ کیا جائے اور کہیں نہ کیا جائے۔

(۳) سکتہ نہ بلا ثبوت جائز ہے اور نہ بلا ضرورت سکتہ بہتر ہے۔

(۴) سکتہ کرتے وقت ہمزہ یا یاء کی آواز نہ ظاہر ہونے پائے ورنہ ایک حرف کی زیادتی لازم آئے گی۔

(۵) یہ جو مشہور ہے کہ سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ ہے یہ بالکل غلط

اور بے اصل ہے۔

سوالات

(۱) سکتہ از قسم وقف ہے، اسکا مطلب بیان کرو۔ (۲) سکتہ کرتے وقت پڑھنے والے کو کیا کرنا چاہیئے؟ (۳) آیات اور علامات وقف پر سکتہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۴) لفظ مِن مَّرْقَدِنَا پر وقف ضروری ہے یا سکتہ (۵) سکتہ میں کس قدر توقف اور تاخیر ہونی چاہیئے؟ مفصل جواب تحریر کرو۔

نواں سبق

سکوت کی تعریف اور اس کے احکام

وقف کرنے کے بعد قرآن کے متعلق کسی ضرورت سے ابتدار کرنے میں جو تاخیر ہو اس کو سکوت کہتے ہیں۔

(۱) سکوت میں بھی وقف کی طرح ابتدار اور ارادہ قرأت ضروری ہے سکوت کے بعد ابتدار نہ کی گئی یا بحالت سکوت کسی دوسری طرف ذہن منتشر ہوگیا یا ارادہ منقطع ہوگیا تو سکوت نہ ہوگا۔

(۲) سکوت جمیع احکام میں مثل وقف کے ہے باوجودیکہ تاخیر مزید اتنا

کرتے وقت استعاذہ کرنے کی حاجت نہیں ہے۔
(۳) سکوت کے توقف اور تاخیر کی اگرچہ کوئی حد نہیں جب کہ ذہن نہ منتشر ہو تاہم طویل سکوت مناسب نہیں اس لئے کہ وقف اور سکوت سے قرأت افضل ہے۔
(۴) سکوت میں اگرچہ پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے تاہم کلام اجنبی سے سکوت جاتا رہے گا۔
(۵) وقت گزرنے یا جگہ بدلنے سے سکوت کا حکم ساقط نہ ہوگا بشرطیکہ ذہن دوسری طرف نہ منتقل ہو مثلاً پڑھتے پڑھتے دیر تک کھانسی آتی رہے یا بھولنے پر قرآن مجید دیکھنے کے لئے دوسری جگہ جانے کی ضرورت پڑی تو کوئی حرج نہیں یہ بھی سکوت کے حکم میں ہے۔
(۶) قاری وقف کرنے کے بعد تجوید و قرأت کے کسی مسئلہ کی طرف متوجہ ہو جائے یا کسی آیت کی تفسیر بیان کرنے لگے بشرطیکہ وعظ کہنا مقصود نہ ہو تو ان صورتوں میں بھی سکوت ہی گا۔
(۷) مشق کرتے کراتے وقت سننے سنانے کی وجہ سے درمیان قرأت میں جو تاخیر ہوگی وہ بھی سکوت ہی ہوگا۔
(۸) سکوت کی حالت میں کسی لڑکے پر پڑھنے کے لئے تنبیہ کی گئی تو صحیح ہے ورنہ تنبیہ کے وقت اگر کوئی کلام فحش نکل گیا تو سکوت کا حکم ساقط

ہوجائے گا۔

(۹) منافی قرأت سے سکوت کا حکم جاتا رہتا ہے۔ لہذا ابتدا کرتے وقت پھر استعادہ کرنا چاہیئے۔

(۱۰) وقت اضطراری کی حالت میں اگر تاخیر مزید ہوئی تو اس صورت میں بھی سکوت ہی ہوگا بشرطیکہ کسی ایسی ضرورت میں نہ مشغول ہو جس سے منافی قرأت لازم آئے۔

(۱۱) کسی آیت پر تکرار یا کسی سورۃ کے بار بار پڑھنے کی وجہ سے دوسری آیت یا دوسری سورۃ کے شروع کرنے میں جو تاخیر ہوگی وہ سکوت نہیں ہے بلکہ وہ عین قرأت ہے۔

(۱۲) بلا وجہ سکوت اختیار کرنے سے سکوت صحیح نہ ہوگا۔ لہذا ایسے غلط سکوت سے احتراز کرنا چاہیئے تاکہ قرأت فوت نہ ہونے پائے۔

(۱۳) سکوت بھی اگرچہ از قسم وقف ہے لیکن سکوت ہمیشہ آیت ہی پر کرنا چاہیئے۔

(۱۴) سکوت علامات وقف پر بہتر نہیں اور درمیان آیت میں جائز نہیں۔

(۱۵) موضع سکتہ پر سکوت جائز نہیں اس لئے کہ یہ محل وقف ہی نہیں۔

تنبیہ: تلاوت کرتے وقت کوئی دوسرا شغل نہ ہونا چاہیئے۔ خلاف ادب ہے۔ لہذا سکوت کی حالت میں چار دیان کا استعمال مناسب نہیں اور اگر قرأت میں خلل واقع ہو تو جائز نہیں۔

سوالات

(۱) سکوت اور سکتہ میں حقیقۃً کیا فرق ہے؟ (۲) سکوت کی ضرورت اور محل بیان کرو (۳) سکوت کے بعد ابتدا کرتے وقت استعاذہ ہوگا یا نہیں؟ (۴) سکوت میں کس قدر تاخیر کی جا سکتی ہے۔ (۵) کن باتوں سے سکوت کا حکم ساقط ہوتا ہے۔

دسواں سبق

قطع کی تعریف اور اسکے احکام

وقف کرنے کے بعد پھر نہ پڑھنے کو قطع کہتے ہیں۔

(۱) وقف کرنے بعد اگرچہ پڑھنے کا ارادہ نہ ہو لیکن پڑھنا بند نہیں کیا تو اس کو قطع نہ کہیں گے۔

(۲) وقفت کرنے کے بعد پھر نہ پڑھا گیا اگرچہ پڑھنے کا ارادہ تھا لیکن یہ قطع ہو جائے گا۔

(۳) قطع[1] قرأت کو قطع ارادہ لازم ہے لیکن اگر کوئی مانع پیدا ہو گیا تو اس سے بھی قطع ہو جائے گا مثلاً کسی کے سلام کا جواب ہی دیا گیا ہو۔

فائدہ:۔ قطع کی دو صورتیں ہیں قطع حقیقی، قطع اتفاقی۔

(۱) قرأت کا ختم کرنا ہی مقصود ہو تو اس کو قطع حقیقی کہیں گے۔

(۲) اثنائے قرأت میں کوئی امر مانع ہو تو اُس کو قطع اتفاقی کہیں گے۔

(۳) سکوت میں اگرچہ پڑھنے کا ارادہ منقطع نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی وجہ منافیٔ قرأت پیدا ہو گئی تو قطع ہو جائے گا۔

(۴) اثنائے قرأت میں کسی وجہ سے قطع لازم آئے تو ابتداء کرتے وقت استعاذہ کرنا چاہیئے۔

(۵) بلا وجہ سکوت کیا لیکن فوراً ہی پڑھنے لگا تو وجہ ارادہ قرأت قطع ہو جائے گا۔ اس لئے کہ قطع کے بعد عدم ابتداء ضروری نہیں[2] اور نہ توقف اور تاخیر شرط ہے۔

(۶) سکوت کی حالت میں پڑھنے کا خیال جاتا رہا تو اس سے بھی قطع ہو جائے گا۔

---

[1] اس میں مراد قطع حقیقی ہے۔ ۱۲ [2] جبکہ قطع اتفاقی واقع ہو ورنہ قطع حقیقی کو عدم ابتداء لازم ہے۔ ۱۲ منہ

(۷) قرآن مجید ختم کرنے کو قطع لازم نہیں آتا تا وقتیکہ پڑھنے کا ارادہ بھی نہ منقطع ہو۔ لہذا یہ قطع نہ ہوگا۔

(۸) قطع بھی چونکہ از قسم وقف ہے۔ لہذا قطع بھی جمیع احکام میں مثل وقف کے ہے۔

(۹) جس طرح وقف کے لئے کسی موقف اور محل کا وجود ضروری ہے اسی طرح قطع کے لئے بھی کسی منقطع کا ہونا ضروری ہے۔ لہذا معلوم ہونا چاہئے کہ ع منقطع کی علامت ہے جس کو عوام الناس اس پر رکعت کرنے کی وجہ سے اس کو رکوع کہنے لگے حالانکہ خود رکعت وغیرہ کی ضرورت سے بھی کسی نہ کسی منقطع کی حاجت ہوتی ہے چنانچہ عموماً علامت منقطع ع پر رکعت کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے اس کو رکوع بھی کہہ سکتے ہیں۔

(۱۰) قطع ختم قرأت کو کہتے ہیں لہذا ختم قرأت کسی جزو کامل پر ہونا چاہیے خواہ منزل ہو یا ختم سورہ ختم پارہ ہو یا نصف وربع ہو یا رکوع ان پر قطع بہتر ہے جب کہ ختم تلاوت مقصود ہو۔

(۱۱) قطع کے لئے اصل محل دو ہیں جن کی پابندی بآسانی ممکن ہے۔ اوّل رکوع دوسرے آیات لہذا قطع کرتے وقت منقطع کی پابندی ضروری ہے۔

(۱۲) جن آیتوں پر علامت وصل ہو ان پر قطع نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔

(۱۳) درمیان آیت اور علامت وقف پر قطع ہرگز جائز نہیں ۔
(۱۴) قطع کرتے وقت صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰالِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وغیرہ کے الفاظ کہنا بہتر ہے تاکہ سامع کو قرأت کا انتظار نہ ہو ۔

تنبیہ ۔ اثنائے قرأت میں ہر ایسی بات سے بچنا چاہیئے جس سے قطع لازم آئے ۔

سوالات

(۱) قطع کی تعریف اور صورتیں بیان کرو (۲) قطع اتفاقی اور سکوت میں کیا فرق ہے ۔ (۳) پڑھتے پڑھتے سجدۂ تلاوت ادا کیا گیا تو یہ قطع ہوگا یا سکوت ؟ (۴) قطع حقیقی اور قطع اتفاقی کے محل بیان کرو (۵) قطع کرتے وقت کس قسم کے الفاظ ادا کرنا بہتر ہے ۔

فائدہ :۔ جس طرح وقف کو ابتدا لازم ہے ۔ اسی طرح معرفت وقف کے بعد ابتدار وغیرہ کی معرفت بھی ضروری ہے ۔ لہٰذا پڑھنے والو کو چاہیئے کہ ابتدا ، اعادہ اور وصل کے احکام کتاب معرفت الوقوف سے معلوم کریں ۔ میں نے اُس میں بہت ہی تفصیل کے ساتھ

بیان کیا ہے فقط ۔ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

المؤلف

احقر ابن ضیا محب الدین احمد عفی عنہ ناروی مدرس شعبۂ تجوید وقرأت مدرسہ سبحانیہ الٰہ آباد ۔ یکم صفر المظفر ۱۳۶۵ھ

معرفۃ الوقوف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتِمِ النَّبِیّٖنَ۔ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ احقر ابن ضیا محب الدین احمد عفی عنہ متوطن قصبہ نارا ضلع الٰہ آباد کہتا ہے کہ بحمدہ تعالیٰ ترتیل کا پہلا جز

تجوید الحروف بہت معروف ہو گیا ہے اس کے جاننے والے اور سکھانے والے بکثرت ہیں مگر ابھی اس کے دوسرے جز معرفۃ الوقوف سے بہت لوگ ناواقف ہیں۔ حتیٰ کہ اکثر قاری علم وقف کے حاصل کرنے کی ضرورت اور اس کی اہمیت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ . . اگرچہ قرأت میں اصل وصل ہے لیکن ہر قاری کو بحالت قرأت وقف کرنے کی حاجت ہوتی ہے' جو بلا معرفت صحیح نہیں۔ اسی طرح غیر محل وقف پر وقف جائز نہیں کیونکہ اگر ایسی جگہ وقف کر دیا گیا تو لفظی تعلق منقطع ہو جائے گا جس سے کلام الٰہی کا معنیٰ واضح نہ ہو گا لیکن جن آیتوں میں لفظی تعلق ہے ان پر وقف جائز ہے اگرچہ آیت محل وقف نہیں اس کے باوجود ہر آیت پر ٹھہرنا احسب ہے۔ چنانچہ آیت پر وقف کرنے کے متعلق یہ حدیث مشہور ہے کہ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَرَءَ قَطَّعَ قِرَاءَتَهٗ اٰيَةً اٰيَةً يَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُوْلُ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (کذا فی کتاب الوقوف للدانی) اوّل نزول وحی کے وقت حضورؐ تعلیماً تعین آیت کی غرض سے تمام کلام اللہ میں ہر ہر آیت پر وقف فرمایا کرتے تھے، اس حدیث وقف میں اس توجیہ کا بھی احتمال ہے کہ حضورؐ

نے اجازت وقف کی غرض سے ہر ہر آیت پر وقف فرمایا ہو۔ کیونکہ اگر آپؐ ہر آیت پر وقف نہ فرماتے تو جن آیتوں میں مابعد کو ماقبل سے تعلق ہے وہاں وقف کیونکر جائز ہوتا۔ اس لئے کہ محل وقف کے لئے لفظی تعلق منقطع ہونا ضروری ہے۔

معرفتِ وقوف کی اہمیّت تو اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کی تفسیر میں تجوید الحروف کے بعد معرفۃ الوقوف کو ترتیل کا ایک جزو ٹھہرایا ہے، پس جو شخص ترتیل سے پڑھے، اور قواعد محل وقف کے موافق وقف نہ کرے تو اُس کی ترتیل کامل نہ ہوگی اور خلاف مامور ہوگا، اگرچہ کوئی وقف واجب نہیں جو ادلّہ اربعہ کتاب یا سنت یا اجماع امت یا قیاس سے ثابت ہو تاہم قراء قاری کو مثل مسافر اور اوقاف کو مثل منازل لکھتے ہیں جیسا کہ مسافر کو ہر ہر منزل پر ٹھہرنا ضروری نہیں ہے بلکہ عبث ہے، اسی طرح قاری کو بھی جبکہ پڑھتے پڑھتے اُس کی سانس ختم ہونے لگے یا استراحت مقصود ہو تو وقف اضطراری یا وقف اختیاری ضروری ہے ورنہ تکلیف مالایطاق لازم آئے گی۔ پس جبکہ وقف کی ضرورت ثابت ہوگئی تو اس کا جاننا ضروری ہوا کیونکہ وقف بلا معرفت وقف صحیح نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے بعض کتب قراءت میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ جب تک قاری کو وقف اور ابتدا کی معرفت نہ

ہوجائے اس وقت تک مقری اس کو اجازت اور سند نہ دے اور درایۃً بھی قاری مقری کے لئے بہت معیوب ہے کہ ترتیل کے ایک جزر کی رعایت کرے اور دوسرے جزر میں بڑی غلطیاں کرے، لہذا علم وقف کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے حتیٰ الامکان عام فہم طریقہ پر وقف کے اکثر مسائل لکھ کر اس کا نام مَعْرِفَۃُ الوقوف رکھا۔ باری تعالےٰ عزّ اسمہٗ سے دُعا کرتا ہوں کہ اس کو قبول فرما کر مفید اور مقبول انام فرمادے۔

آمین یارب العالمین۔

پہلا باب

پہلی فصل

وقف کی تعریف اور تقسیم وغیرہ کے بیان میں

قاری پڑھتے پڑھتے ٹھہر جائے تو اُس کی چار صورتیں ہیں اگر صرف انقطاع صوت ہے تو سکتہ ہوگا اور اگر انقطاع نفس بھی ہے تو وقف ہوگا اور اگر متعلقات قراءۃ کی وجہ سے وقف میں مزید تاخیر ہوئی تو سکوت ہوگا اور اگر انقطاع قرأت ہے تو قطع ہوگا اسی وجہ سے قطع کے بعد ابتدا کی حالت میں استعاذہ ضروری ہے، یہاں سے وقف وقطع اور[ع] سکتہ و

ع سکتہ اور سکوت اور قطع کے احکام تفصیل کے ساتھ جامع الوقف میں موجود ہیں

سکوت کا فرق بھی ظاہر ہو گیا۔ وقف، سکتہ، سکوت، قطع، ابتدا، اعادہ، وصل ان ساتوں کو قراء ملحقات قرأۃ کہتے ہیں۔

وقف کی تعریف یہ ہے کہ سانس اور آواز توڑ کر توقف کرنا۔ یہ وقف اگر بلا قصد ہے مثلاً قاری پڑھتے پڑھتے تھک جائے یا بھول جائے جس کو اٹکنا کہتے ہیں یا سانس تنگ ہو جائے تو اس کو وقت اضطراری[ے] کہتے ہیں، یہ وقف ہر کلمہ مقطوعہ پہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر بالقصد بغرض استراحت ٹھہرے تو اس کو وقف اختیاری کہتے ہیں یہ وقف ایسی جگہ ہونا چاہیئے جہاں وقف تام یا وقف کافی یا کوئی علامت وقف ہو درمیان میں ٹھہرنا بہتر نہیں اور اگر وجہ مختلفہ کے پورا ہونے کا انتظار کسی کلمہ مختلفہ پر وقف کے بعد کیا جائے تو اس کو وقف انتظاری کہتے ہیں۔ یہ وقف جملہ قرار کے اختلاف پورا کرنے کے وقت ہوتا ہے اور اگر سمجھنے سمجھانے کی غرض سے کسی کلمہ پر امتحاناً وقف کیا جائے جیسے امتحاناً کسی کلمہ محذوفہ کا ثابت کرنا یا ثابت اور زائد حرف کا کلمہ سے حذف کرنا یا کلمہ مقطوعہ اور موصولہ کا پہچاننا یا کیفیت وقف کا معلوم کرنا اس کو وقف اختباری کہتے ہیں۔ یہ وقف ہر کلمہ مقطوعہ پر تفہیم و افہام کی غرض سے کیا جا سکتا

ے اضطرار کے معنی مجبور اور لاچار کے ہیں۔ لہٰذا اگر دفعتہً ٹھہرنے کی ضرورت واقع ہو مثلاً چھینک آجائے یا سانس پھولتی ہو یا ہچکی واقع ہو تو ایسے وقف کو اضطراری کہتے ہیں ۱۲
احمد ضیا فاروقی

ہے۔ اب معلوم ہونا چاہیے کہ وقفہ اور سکتے میں کس قدر توقف اور تاخیر ہونی چاہیے۔ بعض قاری وقف میں بلا ضرورت بعض بعض جگہ اس قدر توقف کرتے ہیں کہ سامع کو انتظار رہتا ہے اور یہ نہیں پتہ چلتا کہ قاری نے وقف کیا ہے یا قطع ایسا وقف جائز نہیں ہے۔ لہٰذا قاری کو چاہیے کہ وقف میں اس قدر توقف کرے کہ سانس بہ آسانی لے سکے اور سکتے میں وقف سے کچھ کم تاخیر ہوگی مگر ایسا نہ ہو کہ ہمزہ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ سکتہ کرتے وقت اکثر لوگوں سے یہ غلطی ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سکتہ کرتے وقت سانس روکنا پڑتا ہے اور سانس روکنے کی وجہ سے ضغطہ یعنی جھٹکا ہو جاتا ہے۔ یہ صفت ہمزہ کی ہے اس سے احتراز چاہیے۔

فائدہ:۔ وقف کرنے کے بعد متعلقات قرأۃ کی وجہ سے زیادہ تاخیر ہوئی تو یہ بھی وقف کے حکم میں ہے۔ اس کو سکوت[1] قرأت کہتے ہیں۔ مثلاً قاری وقف کرکے کلام پاک کی تفسیر کرے یا قرأت اور تجوید کا کوئی مسئلہ سمجھائے اس کو وقف بالسکوت بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر کہیں وقف کرکے قطع قرأت مقصود ہو تو قطع کی صورت میں صدق اللہ

[1] اور اگر درمیان قرأت میں بلا وجہ سکوت قرأت ہوگا تو اس صورت میں قاری کو استعاذہ کرکے قرأت شروع کرنا چاہیے۔ کیونکہ ابدال فعل سے حکم بدل جاتا ہے۔ اسی طرح اگر سجدۂ تلاوت کے بعد پھر پڑھنا شروع کیا تو استعاذہ کرکے قرأت شروع کرنا چاہیے۔ ۱۲ علی محمد میاں گاپوری

وَللّٰہِ الْحَمْد وغیرہ کے الفاظ کہنا بہتر ہے تاکہ سامع کو قراءت کا انتظار نہ ہو۔

تنبیہ: قرأت افضل ہے وقف سے کیونکہ ایک ایک حرف کے ادا میں دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ لہٰذا ہر ہر جگہ وقف کرنا یا وقف میں سانس لینے سے زیادہ تاخیر کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر کسی کی سانس چھوٹی ہو تو مجبوراً بقدر ضرورت تاخیر کر لے ہیں کوئی حرج نہیں تاکہ قرأت اطمینان کے ساتھ ہو۔

فائدہ: پڑھنے میں جس طرح وقف اضطراری واقع ہوتا ہے۔ اسی طرح وقف اختیاری کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ خواہ افہام تفہیم کی وجہ سے ٹھہرنے کی ضرورت پڑے یا استراحت وغیرہ کی وجہ سے ضرورت واقع ہو، اس کے علاوہ آیات یا علامات وقف وغیرہ پر وقف کرنے سے کلام پاک کے پڑھنے میں ایک حسن پیدا ہوتا ہے اور معنی کی وضاحت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اوقاف قرآن کو بھی تفسیر قرآن کہا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آیات اور علامات وقف اس قدر ہیں کہ ان پر وقف کرنے کا التزام کیا جائے تو ان کے علاوہ درمیان میں بہت کم وقف کرنے کی ضرورت واقع ہو لیکن چونکہ کسی وقت درمیان میں بھی وقف کرنے کی حاجت ہوتی ہے اس وجہ سے اس کتاب میں آیات اور

رموز اوقاف کے احکام بیان کرنے سے پہلے وہ قواعد وقف بھی بیان کئے جاویں گے۔ جن کی پابندی سے غیر آیت اور غیر رموز وقف کا حال بھی معلوم ہو جائے کہ کہاں وقف ہو سکتا ہے اور کہاں نہیں ع

تنبیہ:۔ بعض لوگ وقف کے معنی غلط سمجھتے ہیں یعنی موقوف علیہ متحرک کو صرف ساکن کر دینا۔ چنانچہ اکثر آیت پر بلا سانس اور آواز بند کئے ہوئے متحرک کو ساکن کرتے چلے جاتے ہیں، نہ یہ وقف ہوگا اور نہ سکتہ اس طرح پڑھنا جائز نہیں، البتہ اگر آیت پر سکتہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ سکتہ بوجہ قطع صوت حکم وقف رکھتا ہے۔ اس وجہ سے سکتہ کی حالت میں بھی متحرک کو ساکن کیا جاتا ہے، اور منصوب منون الف سے بدلا جاتا ہے، مگر علامت وقف پر سکتہ کرنا جائز نہیں اسی طرح درمیان میں بھی کہیں سکتہ نہ کرنا چاہیئے، البتہ چار جگہ درمیان آیت میں آئمہ وقف سے سکتے ثابت ہیں اور مثل وقف کے مرسوم ہیں یعنی جس طرح رموز اوقاف بلحاظ معنی لکھے ہیں۔ اسی طرح ان چار جگہ بلحاظ معنی سکتے مرسوم ہیں۔ کیونکہ سکتہ بمنزلہ وقف کے ہے، اور وقف اس وجہ سے جائز نہیں کہ وقف سے انقطاع کامل ہو جاتا ہے، بخلاف سکتے کے اور وہ چار سکتے یہ ہیں ایک ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا پر دوسرے اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا پر تیسرے سورۂ یوسف میں اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا

پر چھٹے سورۂ قصص میں لفظ یَحْسِدُ الرِّیَاءَ پر اس کے علاوہ ائمۂ وقف سے کہیں سکتہ جائز نہیں۔ سکتہ کرنا وہیں صحیح ہے جہاں ائمہ قراء یا ائمہ وقف سے ثابت ہو، اور وقف اختیاری ہر اس موقع پر صحیح ہے جس کے بعد ابتدا ہو سکتی ہو، اور قطع ہر اس موقع پر صحیح ہے جہاں آیت ہو اور اگر غیر علامت وقف پر وقف کیا جاوے تو ناواقف قاری کو اعادہ کرنا چاہیئے، اور اگر معنی سے واقف ہے تو بلا ضرورت اعادہ مناسب نہیں کیونکہ ایسے اعادہ سے ابتداء بہتر ہے کہ جس سے کلام میں بے ربطی پیدا ہو۔

موضوع علم وقف کا کلمہ اور کلام ہے اس لئے کہ وقف کو بحیثیت کیفیت وقف کے آخر کلمہ سے تعلق ہے اور بحیثیت محل وقف کے کلام سے تعلق ہے اور غایت اس کی صحت وقف اور وضاحت معنی ہے **معرفت** الوقوف ترتیل کا دوسرا جزء ہے۔ اس میں دو چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ اوّل کیفیت وقف دوسرے محل وقف اور کیفیت وقف کی دو صورتیں ہیں۔ ایک بلحاظ ادا دوسرے بلحاظ رسم اور کیفیت وقف بلحاظ ادا کی چار صورتیں ہیں۔ وقف بالاسکان۔ وقف بالاشمام وقف بالروم۔ وقف بالابدال۔ اسی طرح محل وقف کی چار صورتیں ہیں یعنی وقف تام۔ وقف کافی۔ وقف حسن۔ وقف قبیح۔ ہر ایک کی تعریف وغیرہ اس کے موقع پر بیان کی جائے گی۔ جو لوگ عربی سے

نا واقف ہیں اور اوقاف اربعہ کو نہیں سمجھتے ان کی آسانی کے لئے رموز اور علامت وقف اور آیت کے احکام بھی بیان کئے جائیں گے اور چونکہ وقف کی ضد وصل ہے اور ہر وقف کے بعد ابتدار یا اعادہ ضروری ہے۔ اس وجہ سے دوسرے باب میں ابتدا اور اعادہ اور وصل کے احکام بیان کئے جائیں گے۔

دوسری فصل

کیفیّتِ وقف کے بیان میں

کیفیت وقف یعنی یہ معلوم کرنا کہ کس طرح وقف کرنا چاہیے۔ قرار وقف میں اسی سے بحث کرتے ہیں، اوّل کیفیت وقف بلحاظ ادا اس کے چار قاعدے ہیں۔

(۱) وقف بالاسکان۔ یعنی موقوف علیہ کو بلا کسی حرکت اور اشارہ حرکت کے ساکن پڑھنا یہ وقف اصل ہے اس لئے کہ ابتدار اور حرکت کی ضد اسی کو مقتضی ہے کہ وقف بالاسکان ہی ہو، دوسرے یہ کہ وقف مہلت اور تخفیف کو مقتضی ہے اور وقف بالاسکان میں زیادہ تخفیف ہے۔ بخلاف روم اور اشمام کے کہ روم میں کچھ حرکت اور

اشمام میں اشارۂ حرکت ضروری ہے۔ تیسرے یہ کہ وقف بالاسکان تینوں حرکتوں میں ہوتا ہے۔ چاہے حرکت اصلی ہو یا عارضی بخلاف روم واشمام کے۔ روم صرف موقوف علیہ مکسور اور مضموم میں ہوتا ہے اور اشمام صرف موقوف علیہ مضموم میں ہوتا ہے۔

(۲) وقف بالابدل۔ یعنی حرف موقوف علیہ کو قاعدے کے موافق بدل کر پڑھنا پس اگر حرف موقوف علیہ پر دو زبر ہوں تو اس کی تنوین کو الف سے بدلا جائے چاہے منصوب منون کا الف لکھا ہو جیسے عَلِیمًا یا نہ لکھا ہو جیسے جفاءً وغیرہ اور اگر گول تا بشکل ہا ہو تو اس کو ہائے ساکنہ سے بدلا جائے کیونکہ وقف تابع رسم خط کے ہے۔ اسی طرح بلحاظ رسم بالابدال مثل موسیٰ عیسیٰ پر وقف کیا جائے تو یہ وقف علی الابدال ہوگا۔

فائدہ:۔ دو کلمہ موصولہ بِئْسَمَا حکم میں ایک کلمہ کے ہے لہذا رسمًا وصل ہونے کی وجہ سے دوسرے کلمہ پر وقف کیا جائے تو اس کو وقف علی الوصل کہیں گے۔ اس بیان سے رسم خط کا مہتم بالشان ہونا بھی ظاہر ہوگیا پس معلوم ہو کہ قاری کو رسم خط عثمانی کا جاننا بھی ضروری ہے، ورنہ وقف خلاف قاعدہ ہوگا۔

(۳) وقف بالاشمام یعنی موقوف علیہ مضموم ہو تو اس کو ساکن کرتے ہوئے ضمہ کا ہونٹوں سے اشارہ کرنا یعنی ہونٹوں کی

ایسی شکل بنانا جیسے نُبُوّت کی بار کا ضمّہ ادا ہوتے وقت ہونٹوں کی شکل ہوجاتی ہے۔ اشمام میں بقدر دا وٗ مدّہ تا خیر نہ ہو ورنہ اشمام صحیح نہ ہوگا۔ روم اور اشمام اس غرض سے ہوتا ہے کہ سامع کو موقوف علیہ کے اعراب اور حرکت کا علم ہوجائے۔ اسی وجہ سے اشمام اور روم کو اکثر قراء پسند کرتے ہیں کیونکہ اِن دونوں سے موقوف علیہ کی حرکت معلوم ہوجاتی ہے۔ لیکن وقف بالاشمام فتحہ اور کسرہ میں اس وجہ سے نہیں کہ اشمام میں انضمام شفتین ہوتا ہے۔ اور انضمام شفتین فتحہ اور کسرہ میں نہیں ہوتا۔ اشمام حرکت عارضی اور میم جمع اور تا مدورہ میں نہ ہوگا۔

(۴) وقف بالرّوم یعنی موقوف علیہ کی حرکت کو اتنا خفیف اور ضعیف پڑھنا کہ صرف قریب والا سن کر اس کی حرکت محسوس کرسکے۔ روم فتحہ کی حالت میں اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ فتحہ اخف حرکات ہے، لہذا روم سے اس کی تضعیف اور تخفیف دشوار ہے۔ روم بھی حرکت عارضی اور میم جمع اور تاء مدورہ میں نہ ہوگا۔ روم میں اگرچہ کچھ حرکت ہوتی ہے لیکن موقوف علیہ منون کی تنوین روم کی حالت میں گر جائے گی، صرف اس کی حرکت میں روم ہوگا، اسی طرح روم کی حالت میں ہائے ضمیر کا صلہ نہ ہوگا جیسے وَرَسُولُہٗ اور بِاَھْلِہٖ وغیرہ۔

دوسرے کیفیت وقف بلحاظ موافقت رسم خط اور وصل اور

ان کی مخالفت کے اعتبار سے وقف کرنے کی چار صورتیں ہیں۔ یعنی وقف موافق وصل موافق رسم دوسرے مخالف وصل۔ مخالف رسم۔ تیسرے مخالف وصل موافق رسم چوتھے موافق وصل مخالف رسم پس پہلی صورت یعنی وقف موافق وصل موافق رسم۔ اس کی مثالیں ظاہر ہیں جیسے مَالِبَدُ اس لئے کہ جس کلمہ کو جس طرح وصل کی حالت میں پڑھتے ہیں۔ اسی طرح لکھا بھی ہے۔ دوسری صورت یعنی وقف مخالف وصل مخالف رسم جیسے عَمَّہ وَلَہ وغیرہ یہ صورت حفص کی روایت میں نہیں ہے، لہذا یہ صورت نہ بیان کی جاوے گی۔ کیونکہ میں انہیں کے موافق بیان کر رہا ہوں۔

تیسری صورت یعنی وقف مخالف وصل موافق رسم۔ اس کے بیان کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کوئی پڑھنے والا حفص کی روایت میں وقف موافق وصل نہ کرے۔ اس کے چند کلمات یہ ہیں، لفظ لٰکنّا سورۂ کہف میں اور الظنونا الرسولا السبیلا سورۂ احزاب میں اور پہلا قواریرا سورۂ دہر میں اور لفظ اَنَا ضمیر مرفوع منفصل تمام کلام اللہ میں، ان سب کے آخر کے الفات وصل میں نہیں پڑھے جاتے صرف وقف میں پڑھے جاویں گے اور لفظ سلاسلا جو سورۂ دہر میں ہے چونکہ اس میں بحالت وقف اثبات اور حذف دونوں جائز ہیں،

اس وجہ سے بصورت حذف وقف موافق وصل مخالف رسم والی صورت
کے موافق بھی ہوگا۔ چوتھی صورت یعنی وقف موافق وصل مخالف رسم
کے بیان کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ دیگر قاریوں کی
طرح حفصؒ کے یہاں بھی بعض کلمات ایسے ہیں کہ ان پر وقف موافق وصل
مخالف رسم کے ہوتا ہے۔ اس قسم کے کلمات یہ ہیں ثَمُوْدَاْ اور اَنْ
تَبُوْءَاْ اور لَنْ نَدْعُوَاْ لِتَتْلُوَاْ لِيَبْلُوَاْ لِيَرْبُوَاْ نَبْلُوَاْ اور
قَوَارِيْرَاْ ثانی سورہ دہر میں ان سب کلمات کے آخر میں الفات رسماً
ہیں۔ قراءتاً نہیں۔ اس وجہ سے ان کلمات پر نہ وقف تابع رسم خط ہے
اور نہ وصلاً اثبات الف ہے۔ اسی طرح مثل تَلْوٗا اور یُحْیِی وغیرہ
اس قسم کے کلمات ہیں جو حروف بوجہ تماثل غیر مرسوم ہیں۔ ان پر بھی
وقف موافق وصل مخالف رسم ہوگا اور لفظ اٰتٰنِیَ اللّٰہ جو سورہ
نمل میں ہے چونکہ اس میں بحالت وقف حذف اور اثبات یا دونوں
جائز ہیں۔ اس وجہ سے بصورت حذف، وقف مخالف وصل موافق رسم
والی صورت کے بھی موافق ہے۔ پڑھنے والے کو چاہیے کہ ہر چہار صورت
وقف مع مثال خوب سمجھ کر یاد کرلے۔

تیسری فصل

محل وقف کے بیان میں

محل وقف یعنی وقف کرنے کی جگہ پہچاننا کہ کس جگہ وقف کرنا صحیح ہے اور کہاں صحیح نہیں۔ ائمہ وقف اسی سے بحث کرتے ہیں۔ اس وجہ سے معرفت وقف میں یہ اصل ہے۔ لہٰذا معلوم ہونا چاہیئے کہ دراصل صحیح محل وقف وہ ہے کہ جس جگہ وقف کرنے کے بعد ابتدا کرنا صحیح ہو۔ خواہ کوئی علامت وقف ہو یا نہ ہو اگرچہ وصل کی جگہ وقف یا وقف کی جگہ وصل کرنے سے معنی نہیں بدلتے تاہم بے محل وقف کرنے سے سامع کو کسی دوسرے معنی کا وہم ہو سکتا ہے۔ محل وقف کے موافق کرنے سے نہ کلام میں انقطاع ہو گا اور نہ کسی جگہ ابہام معنی غیر مراد لازم آئے گا بلکہ محل وقف پر وقف کرنے سے معنی کی وضاحت اور تحسین قراءت ہوگی۔ اگرچہ وقف کرنے کی اصل علّت دو ہیں۔

ایک باقتضائے نفس یعنی جب کہ سانس پوری ہو جائے

خواہ کلام پورا ہو یا نہ ہو دوسرے باقتضائے ختم کلام یعنی جبکہ کلام پورا ہو جائے خواہ سانس پوری ہو یا نہ ہو لیکن چونکہ وقف کرنے کے اور بھی وجوہ پیدا ہو جاتے ہیں اور کبھی غیر علامت وقف پر وقف کرنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اس وجہ سے محل وقف کی معرفت ضروری ہے۔

وقف کی رعایتیں مختلف ہونے کی وجہ سے محل وقف کے اختیار کرنے میں قرار کا اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض قرار صرف حسن وقف کو پسند کرتے ہیں اور بعض قرآء صرف حسن ابتدار کو پسند کرتے ہیں۔ امام عاصم صاحبؒ نے ختم کلام پر وقف کو پسند کیا ہے۔ اس لئے کہ اس میں حسن وقف اور حسن ابتدار دونوں کی رعایت ہے۔ اور بعض قراء مطلقاً آیت پر ٹھہرنے کو پسند کرتے ہیں خواہ آیت پر کوئی علامت وقف ہو یا علامت وصل ہو اور بعض قرار ختم سانس کو پسند کرتے ہیں یعنی یعنی جب ختم سانس وقف کو مقتضی ہو ورنہ ان کے نزدیک وصل بہتر ہے بہر حال مجموعی حیثیت سے محل وقف اختیار کرنے میں وہ صورت بہتر ہے جس سے کلام اللہ پڑھنے میں خوبی پیدا ہو اس وجہ سے تعلق لفظی وعدم تعلق اور حسن وقباحت کے اعتبار سے ائمہ وقف نے محل وقف کی چار قسمیں کی ہیں۔ تام۔ کافی۔ حسن، قبیح اور کہیں بعض بعض جگہ وقف تام میں اتم اور کافی میں اکفی اور حسن میں احسن اور وقف قبیح میں اقبح بھی پایا جائے گا۔ وقف تام اور وقف حسن کہیں آیت پر اور کہیں غیر آیت کے موقع پر بھی واقع ہوں گے چاہیے کوئی علامت وقف لکھی ہو یا نہ لکھی ہو لیکن وقف قبیح ہمیشہ بلا آیت آیت واقع ہوگا۔ کیونکہ آیت پر وقف کرنا کسی صورت میں بھی قبیح نہیں ہے۔

(۱) وقف تام یعنی موقوف علیہ کے مابعد کو ماقبل سے نہ تعلق

لفظی ہو اور نہ معنوی۔ اسی وجہ سے بہ نسبت اور اقسام وقف کے اس پر وقف کرنے کی زیادہ تاکید ہے۔ اس کے بعد وقف کافی کا مرتبہ ہے اور وقف کافی کے بعد وقف حسن کا مرتبہ ہے لیکن دراصل محل وقف وہی اختیار کرنا چاہیے جس کے بعد ابتدا ہو سکے۔ پس جب وقف تام پر وقف کیا جائے تو ابتدا ما بعد سے کی جائے۔ یہ وقف اکثر قصائص اور واقعات کے پورا ہونے پر اور اکثر آیتوں کے ختم پر ہوتا ہے جیسے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اور وَإِنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ يٰبَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ اور أَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝ وَأَنذِرِ النَّاسَ وغیرہ اور وقف تام کہیں آیت پوری ہونے سے پہلے بھی واقع ہوتا ہے جیسے وَجَعَلُوٓا أَعِزَّةَ أَهْلِهَآ أَذِلَّةً وقف تام ہے اس کے بعد وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ پر آیت ہے۔ اسی طرح لَقَدْ أَضَلَّنِى عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِى پر وقف تام ہے۔ اس کے بعد وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْإِنسٰنِ خَذُولًا پر آیت ہے اور کہیں وقف تام آیت پوری ہونے کے بعد ہوتا ہے جیسے وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِم مُّصْبِحِينَ پر آیت ہے اس کے بعد وَبِالَّيْلِ پر آیت وقف تام ہے اور يَتَّكِـُٔونَ پر آیت ہے، اس کے بعد وَزُخْرُفًا

پر وقف تام ہے اور کہیں کہیں ہر ہر آیت پر وقف تام ہے اور کہیں دو دو آیت کے بعد وقف تام اور کہیں کہیں کئی کئی آیت کے بعد وقف تام ہوتا ہے۔ بہرحال وقف تام آیت کے تابع نہیں لیکن وقف البتہ تام اور کافی کے تابع ہے اور کہیں ایک قرأت کے لحاظ سے وقف تام ہوتا ہے جیسے سورۂ ابراہیمؑ میں عَزِیْزُ الْحَمِیْد پر ایک قرأت کے مطابق وقف تام ہے اس کے بعد اَللّٰہُ الَّذِیْ مرفوع ہے اور دوسری قرأت کے موافق وقف حسن ہے۔ جس قرأت میں اَللّٰہِ الَّذِیْ مجرور ہے۔

اور کہیں ایک تفسیر کے لحاظ سے وقف تام ہوتا ہے جیسے وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ پر اور پھر یہیں دوسری تفسیر کے لحاظ سے وقف قبیح ہوتا ہے، جس تفسیر میں وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ کا عطف لفظ اللہ پر ہے۔

(۳) وقف کافی یعنی موقوف علیہ کے مابعد کو ماقبل سے تعلق لفظی نہ ہو اس وجہ سے اس پر وقف بہتر ہے۔ اس صورت میں بھی ابتداء مابعد سے ہوگی جیسے وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِکَ الخ اسی طرح یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ وغیرہ پر وقف کیا جائے تو ابتداء مابعد سے ہوگی،

وقف کافی بھی آیت کے تابع نہیں۔کبھی وقف کافی آیت سے پہلے اور کبھی آیت کے بعد واقع ہوگا۔اگر وقف کافی آیت سے پہلے واقع ہو تو آیت پر وقف کرے اور اگر آیت کے بعد واقع ہو تو وقف کافی پر وقف کرے۔اس لئے کہ ایسے مواقع پر کہ آیت لا کے بعد متصلاً محل وقف واقع ہو تو یہ آیت محل وقف نہ ہوگی۔

فائدہ :۔جو آیات مسجع مثل آیت سورہ جن، سورہ مدثر، سورہ تکویر، سورہ انفطار اور سورہ انشقاق وغیرہ ہیں، ان آیات پر بھی برعایت سجع وقف بہتر سمجھا گیا ہے۔اس قسم کی صورتیں متماثل الفواصل[ع] کلام پاک میں بکثرت ہیں۔اسی طرح وقف اُن اوقاف پر بھی بہتر ہے جو اس قسم کے ہیں جیسے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ اور اسی طرح تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ پر اور وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ پر بوجہ تعلق لفظی نہ ہونے کے بھی ہر ایک کے آخر والے جملے پر وقف بہتر ہے۔

(۳) وقف حسن یعنی موقوف علیہ کے مابعد کو ماقبل سے تعلق لفظی ہو، اس پر وقف جائز تو ہے مگر مابعد سے ابتدا جائز نہیں۔لہذا جب وقف حسن پر وقف کیا جائے تو جہاں سے اعادہ احسن یا حسن ہو وہاں

ع یعنی ہم مثل اور ہم وزن آیتیں جیسے اذا الشمس کورت و اذا النجوم کورت وغیرہ ۱۲

اح، ضد، ار

سے اعادہ ضرور کرنا چاہیئے، تاکہ کلام میں ربط ہو جائے کیونکہ قرار کے نزدیک کلام پاک میں کلمہ اور کلام کی تصحیح اصل مقصود ہے، اور مفسرین کے نزدیک توضیح اور تصحیح معنی اصل مقصود ہے، اور ائمہ وقف کے نزدیک لفظ اور معنی دونوں کی صحت اصل مقصود ہے۔ اس وجہ سے ان کے نزدیک دونوں کی رعایت ضروری ہے تاکہ وقف بھی صحیح ہو اور معنی بھی صحیح ہو، اور وقف حسن میں چونکہ لفظی تعلق ہوتا ہے اگرچہ معنوی نہ ہو لیکن صلاحیت وقف کی وجہ سے وقف کی اجازت دیدی گئی ہے، اسی وجہ سے اس کو وقف صالح بھی کہتے ہیں لیکن چونکہ ابتدا کی صلاحیت نہیں۔ اس وجہ سے یہاں ابتدا جائز نہیں۔ لہذا وقف حسن پر وقف کیا جائے تو اعادہ ضروری ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص وقف کرے الحمد للہ پر یہاں وقف حسن تو ہے مگر ابتدا اس وجہ سے صحیح نہیں کہ رَبِّ الْعٰلَمِیْن کو ما قبل سے تعلق لفظی ہے اور جن آیتوں پر وقف حسن ہے اُن پر وقف کرنے کے بعد اعادہ نہ کرنا چاہیئے جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہاں اَلْعٰلَمِیْنَ پر وقف حسن ہے۔

تنبیہ:۔ بلا ضرورت وقف کی جگہ وصل کی جگہ وقف جائز نہیں۔ اس لئے کہ محل وقف کا وصل کرنے سے اتصال کلام اور محل وصل پر وقف کرنے سے کلام کے انفصال کا وہم یا ایہام معنی غیر مراد لازم آئے گا۔

(۴) وقف قبیح یعنی موقوف علیہ کے مابعد کو ماقبل سے لفظاً اور معنیً دونوں قسم کا تعلق اس طرح ہو کہ اس موقوف علیہ تک جو عبارت پڑھی گئی اس سے کلام الٰہی کا معنی مقصود ظاہر نہ ہو، اور سامع کو معنی غیر مراد کا وہم ہو یا جملہ کا معنی ظاہر نہ ہو، اسی وجہ سے وقف قبیح پر وقف جائز نہیں۔ اس لئے کہ اتصال کلام کی وجہ سے وقف قبیح پر وقف کرنے سے کوئی نہ کوئی قباحت لازم آئے گی لہذا وقف اختیاری میں حتی الامکان کلام کے پورا کرنے کا خیال رکھنا چاہیئے کہ جہاں کلام پورا ہو جائے وہاں وقف کر دیا جائے اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ وقف کلام کے تمام ہونے پر دلالت کرتا ہے پس وقف قبیح پر بلا ضرورت اضطرار ہرگز وقف نہ کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ وقف قبیح پر بلا ضرورت وقف جائز نہیں اور نہ ابتدا جائز ہے۔

اور وقف قبیح کے چند مواقع یہ ہیں وقف مضاف پر بلا مضاف الیہ کے اور فعل پر بلا فاعل یا نائب فاعل کے اور فاعل پر بلا مفعول کے اور مبتدا پر بلا کسی خبر کے اور کَانَ وَاَنَّ وغیرہ کے اسم پر بلا اُن کے خبر کے اور موصول پر بغیر صلہ کے اور موصوف پر بلا صفت کے اور شرط پر بلا جزا کے اور معطوف علیہ پر بلا معطوف مفرد[ع] کے اور قسم پر بلا جواب

ع معطوف مفرد کی مثال حرمت علیکم امہاتکم و بناتکم و اخواتکم وعماتکم وغیرہ ۱۲ احمد ضیاءً

قسم کے اور اسم اشارہ پر بلا مشارٌ الیہ کے اور مستثنیٰ منہ پر بلا مستثنیٰ کے اور ممیز پر بلا تمیز کے اور مفسَّر پر بلا تفسیر کے اور ذوالحلال پر بلا حال کے اور موکَّد پر بلا تاکید کے اور مبدل منہ پر بلا بدل کے اور افعال متعدی بدو مفعول میں پہلے مفعول پر بلا دوسرے مفعول کے اور تمنّی و استفہام اور امرونہی پر بلا ان کے جوابات کے اور ہر عامل پر بلا اس کے معمول کے اور ہر متبوع پر بلا اس کے تابع کے وقف کیا گیا تو ایسا وقف قبیح ہوگا۔ اگر اضطراراً قاری وقف کرے تو اعادہ کرنا بہت ضروری ہے۔

اور ہر منفی پر بلا ایجاب کے جس کے بعد حرف ایجاب^ع آئے وقف کرنا اقبح ہے جیسے وَمَامِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہ میں لفظ اِلٰہ پر اور وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا میں لفظ اَرْسَلْنٰکَ پر اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ پر بلا اس کے مابعد کے اسی طرح وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا پر بلا اس کے ایجاب کے وقف جائز نہیں کیونکہ اقبح میں اگرچہ خود قاری کا عقیدہ فاسد نہ ہو لیکن اس کے وقف کرنے کی وجہ سے احتمال ہے کہ سامع اس کے معنی کا عقیدہ کرکے اس کی بدولت کافر ہو جائے، حاصل یہ کہ اس میں ایہام مالایلیق لازم آتا ہے۔ جس کے بابت لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا سے

---

^ع حرف ایجاب سے مراد یہاں پر کلمہ مثبت ہے ۱۲ علی محمد بھاگلپوری

نہی وارد ہے، لہذا ہر اس موقع پر جہاں ایسا ایہام لازم آئے وقف نہ کرنا چاہیئے مثلاً اِنِّیْ کَفَرْتُ اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖ اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یَهْدِیْ اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ وغیرہ پر بلا قرأت اُن کے مابعد کے وقف کیا جائے یہ نہ۔ کیونکہ ایسے فصل اور وقف سے معنی فاسد ہوکر ایہام مالایلیق لازم آتا ہے مگر افسوس وقف تام وقف کافی اور حسن قبیح جن کے نزدیک یہ قسمیں ہیں، انہوں نے ان کے رموز نہیں لکھے، ان اقسام وقف کے موافق مع رعایت تفاوت وہی لوگ وقف کرسکتے ہیں جو تفسیر اور صرف ونحو سے واقفیت رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے علامہ سجاوندی وغیرہ نے وقف کی پانچ قسمیں کرکے ان کی علامتیں وضع کی ہیں۔ تاکہ جو لوگ صرف ونحو اور معانی سے ناواقف ہیں ان کو وقف کرنے میں سہولت ہو، چنانچہ اس کی وجہ سے بہت آسانی ہوگئی ہے۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

علامہ سجاوندی کے نزدیک وقف کی پانچ قسمیں یہ ہیں۔ وقف لازم ۔ وقف مطلق ۔ وقف جائز وقف مجوز۔ وقف مرخص اس میں ترتیب علی التدریج ہے، یعنی اقوی، قوی، احسن، ضعیف، اضعف، لہذا قاری کو چاہیئے کہ حتی الامکان علامت قویہ کو چھوڑ کر ضعیف پر نہ ٹھہرے۔ بلکہ مراتب کا خیال رکھے۔ اور جب ان میں سے کسی پر بھی وقف کیا جائے

تو اعادہ نہ کرنا چاہیئے، بلکہ ابتدا کرنا چاہیئے، پس اوّل وقف لازم ہے اس پر وقف کرنے کی زیادہ تاکید ہے، اگرچہ اس کے قریب اور علامتیں بھی ہوں تو وقف لازم ہی پر وقف کرے اس کی علامت میم ہے اس کے بعد وقف مطلق کا مرتبہ ہے اس کی علامت طا ہے۔ اس کے بعد وقف جائز ہے اس کی علامت جیم ہے۔ اس کے بعد وقف مجوز ہے اکی علامت زا ہے۔ اس کے بعد وقف مرخص ہے اسکی علامت صاد ہے۔ اس علامت پر نہایت مجبوری کی حالت میں جبکہ قاری کا سانس تنگ ہونے لگے تو وقف کی اجازت اور رخصت دی گئی ہے۔ ان علامتوں کے علاوہ بعض قرآن شریف میں چار قسم کی علامتیں اور ہیں۔ لہذا اگر ان اوقاف پر وقف کیا جائے تو اعادہ کی ضرورت نہیں، ایک قیل علیہ الوقف۔ اس کی علامت ق ہے دوسرے لفظ کذلک یعنی وقف کے بارے میں حکم مثل ماسبق ہے۔ اس کی علامت ک ہے تیسرے قدیوقف۔ اس کی علامت قف ہے چوتھے لفظ قد یوصل اس کی علامت صل ہے اور کہیں کہیں قریب قریب دو جگہ تین تین ∴ ∴ نقطے مرسوم ہوتے ہیں۔ یہ علامت وقف معانقہ کی ہے۔ بعض قرآن شریف کے حاشیہ پر مع لکھا رہتا ہے۔ اس سے مراد معانقہ ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وصل اول فصل ثانی یا فصل اول وصل ثانی کرے

تاکہ معنی کی وضاحت ہو جائے کیونکہ دونوں جگہ وقف کرنے سے بیچ والا کلمہ بے ربط ہو جائے گا اور وصل کل کر دینے سے معنی سمجھنے میں سامع کو دقت ہوگی۔ اگرچہ وصل کل بر بناء اصل یہاں جائز ہے لیکن ایسے قاری کے لئے جو اکثر علامات وقف کا وصل کرتا ہوا آ رہا ہو، کیونکہ یہ صورت اہتمام وقف حُسن کی ہے۔ اور جو کہیں وصل اور اکثر وقف کرتا ہو اُسکو چاہیئے کہ جو حکم وقف معانقہ کا بیان کیا گیا ہے اس پر عمل کرے لیکن فصل کل کسی طرح جائز نہیں، علامات وقف کے واقع ہونے کی کئی صورتیں ہیں، کہیں کوئی علامت وقف قبل آیت بالکل قریب ہوگی جیسے لا الٰہ الا ھو فانی تو فکون ایسے موقع پر وقف آیت پر کرنا چاہیئے اور کہیں بعد آیت بالکل قریب ہوگی جیسے سورۃ ابراہیم میں دارالبوار جھنم اس قسم کی مواقع پر علامت پر وقف کرنا بہتر ہے، اور کہیں کہیں خود آیت پر بھی کوئی نہ کوئی علامت وقف یا کہیں علامت وصل ہوگی۔ اس وقت بلحاظ علامت وقف کرنا چاہیئے اور بعض جگہ بوجہ اختلاف تفسیر کئی کئی علامتیں ہونگی۔ ایسے موقع پر قوی کو ضعیف پر ترجیح دینا چاہیئے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ ایسے موقع پر حسب اقتضائے سانس عمل کرنا چاہیئے یعنی جب کہ وقف کی ضرورت

عسہ یعنی جس نے اس کا التزام و اہتمام کر لیا ہو کہ جب تک سانس ختم نہ ہوگی کسی علامت وقف پر وقف نہ کریں گے تو ایسا قاری اگر معانقہ کے موقع پر دونوں جگہ وصل کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ۱۲ علی محمد بھاگلپوری۔

ہو یا علامت وقف قوی ہو تو وقف کرے ورنہ وصل کرے اور آیت پر مطلقاً وقف کرنا مستحب ہے، اگرچہ آیت پر علامت وصل ہی کیوں نہ ہو، لیکن جب کہ یہ وقف بخیال ادائے سُنّت ہو۔ ورنہ جو آیت محل وقف ہی نہیں ان پر بلا ضرورت وقف نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جس طرح آیت پر وقف مستحب ہے اسی طرح آیت کا وصل بھی مستحب ہے۔

تنبیہ:۔ قاری کو چاہیئے کہ پڑھنے میں اس بات کا پہلے سے خیال رکھے کہ اگر کسی آیت یا علامت وقف کے وصل سے دوسری آیت یا علامت وقف تک سانس نہیں پہنچ سکتی تو اسی آیت یا علامت وقف پر ٹھہر جائے جو پہلے واقع ہو بالخصوص ایسی صورت میں کہ اگر مابعد کے وصل سے دوسرے موقف تک سانس نہ پہنچنے سے ایہام لازم آئے تو ایسی حالت میں پہلی آیت یا علامت وقف پر ضرور وقف کرے۔ کیونکہ ایسے موقع کا وصل جائز نہیں کہ جس سے کسی موقف تک سانس نہ پہنچ سکے مثلاً وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ہ کا وصل مابعد سے کرے، اور پوری آیت، وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کی نہ پڑھے بلکہ بِاٰیٰتِنَا پر وقف کرے اسی طرح اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ کا وصل اور اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ پر وقف اور وَمَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِیْ کا وصل اور وَمَنْ یُّضْلِلْ پر وقف اور وَاِنْ

يَنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ کا وصل اور وَ إِنْ يَّعُوْدُوْ پر وقف اور وَمَنْ يُّضْلِلِ پر وقف اور إِنْ يَنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ کا وصل اور وَ اِنْ يَّعُوْدُوْ پر وقف اور وَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ کا وصل اور وَمَنْ عَصَانِيْ پر وقف جائز نہیں تاکہ ابہام معنے غیر مراد نہ لازم آئے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ بعض جگہ وقف حرام ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ بعض جگہ وصل کرنا حرام ہے لہذا ایسی جگہ وقف کرنا واجب ہوگا۔ جیسا کہ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ پر وقف واجب ہے۔ بہرحال بے محل وقف اور بے محل وصل کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے پس حتی الامکان پڑھنے میں احکام وقف اور احکام وصل کا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے تاکہ قرأت باحسن وجوہ پوری ہوسکے۔ قد تم الباب الاول فالحمد للہ علی ذلک۔

دوسرا باب

پہلی فصل

ابتداء کے بیان میں

ابتداء یعنی قرأت شروع کرنا یا موقوف علیہ کے بعد سے پڑھنا،

چونکہ وقف کے بعد بھی ابتدا ہوتی ہے، لہٰذا معرفت وقف کے بعد ابتدا کی معرفت بھی ضروری ہے اہل فن اسی ابتدا سے بحث کرتے ہیں۔

پس معرفت ابتدا میں بھی دو چیزوں کا جاننا ضروری ہے یعنی کیفیت ابتدا تاکہ قاری بے قاعدہ اور بے محل ابتدا نہ کرے۔ بعض لوگ بوجہ لاعلمی صحیح ابتدا کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اس وجہ سے اس کے متعلق ضروری باتیں بیان کی جاتی ہیں تاکہ مبتدی کو دقت نہ ہو۔ ابتدا کی چار صورتیں ہیں۔ ایک قرأت کی ابتدار اس ابتدار کو حقیقی کہتے ہیں۔ دوسرے وقف کے بعد کی ابتدار اس کو ابتدار اصطلاحی کہتے ہیں، تیسرے قرآن مجید ختم کرنے کے بعد پھر کلام اللہ شروع کرنا اس کو ابتدار حکمی کہتے ہیں۔ چوتھے کسی سورت کو ختم کر کے دوسری سورت یا وہی سورت شروع کی جائے تو اس کو ابتدار تقدیری کہتے ہیں۔ اور اگر قطع کے بعد پھر ابتدار کی گئی تو یہ بھی ابتدار حقیقی کہی جائے گی۔ ابتدار حقیقی پر استعاذہ اور ابتدار حکمی و تقدیری پر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ اور ابتدار اصطلاحی میں نہ استعاذہ ہے نہ بسملہ ہے۔

(۱) کیفیت ابتدار یعنی وقف کرنے کے بعد پھر کیوں کر شروع کرنا چاہیئے۔ اس کی صرف ایک صورت ہے یعنی ابتدار بالحرکت لیکن جس کلمہ سے شروع کیا جائے اس کا پہلا حرف اگر متحرک ہے تو ابتدار اسی

حرکت کے ساتھ ہوگی ، اور اگر ساکن ہے تو دیکھا جائے گا کہ یہ کلمہ اسم ہے یا فعل ، اگر اسم ہے تو ہمزہ مکسورہ کے ساتھ ابتدار ہوگی ، اور اگر ساکن اسم معرف باللام ہے تو ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ابتدار ہوگی اور اگر مبدا ساکن فعل ہے تو دیکھا جائے گا کہ ہمزہ کے بعد فعل کا تیسرا حرف مضموم بضمہ اصلیہ ہے تو ہمزہ مضمومہ کے ساتھ ابتدار ہوگی ، ورنہ ہمزہ مکسورہ کے ساتھ ابتدار ہوگی ۔

(۲) محل ابتدار یعنی ایسے مواقع کا پہچاننا کہ جہاں وقف کے بعد اعادہ کی ضرورت نہیں، کیونکہ وقف کے بعد کہیں ابتدار ہوتی ہے اور کہیں اعادہ لہذا پہلے مواقع ابتدار کے بیان کئے جاتے ہیں ، پس ابتدا ہر وقف تام اور وقف کافی اور علامت وقف اور آیت کے بعد سے ہوگی ۔

اگر قاری نے وقف تام پر وقف کیا ہے تو اس کے بعد سے ابتدار بھی تام ہوگی کیونکہ یہ بات خوبیٔ ابتدار سے ہے کہ مبدا کو ماقبل سے کوئی تعلق نہ ہو اسی وجہ سے بعض قرار وقف کرنے میں حسن ابتدار کو پسند کرتے ہیں ۔ اسی طرح اگر قاری وقف کافی پر وقف کرے تو اس کے بعد سے ابتدار بھی کافی ہوگی کیونکہ اس صورت میں مبدا کو موقوف سے تعلق لفظی نہیں ۔ اس وقت اگرچہ بوجہ تعلق لفظی نہ ہونے کے حسن وقف تو ہے لیکن بوجہ تعلق معنوی حسن ابتدار نہیں ہے ۔ اور وقف تام میں حسن وقف

حسن ابتدار دونوں کی رعایتیں ہیں، اس وجہ سے ابتدار بھی تام ہے اور جہاں وقف حسن غیر آیت یا وقف قبیح ہو تو اس کے بعد سے ابتدار بھی قبیح ہے اور علامت وقف پر وقف کرنے کے بعد ابتدا ہوگی اعادہ نہ ہوگا۔ اسی طرح آیت پر وقف کرنے کے بعد بھی ابتدار آیت کے بعد ہی سے ہوگی۔ اگرچہ آیت لا ہو۔ بعض غلطی سے آیت لا پر وقف کرنے کے بعد آیت لا سے اعادہ کرتے ہیں۔ یہ نہ چاہیئے۔

دوسری فصل

اعادہ کے بیان میں

اعادہ یعنی وقف کرنے کے بعد کلمۂ موقوف علیہ سے شروع کرنا کیفیت اعادہ حکم میں کیفیت ابتدار کے ہے یعنی جس طریقہ سے ابتدار کی جاتی ہے اسی طریقہ سے اعادہ بھی کرنا چاہیئے، کیونکہ صورۃً یہ بھی ابتدا ہے لیکن محل اعادہ اور محل ابتدار میں قبلیت اور بعدیت کا فرق ہے اعادہ سے اگرچہ افادۂ وصل ہے کیونکہ وصل میں ربط کلام ہوتا ہے اور اعادہ بھی ربط کلام کے لئے ہوتا ہے لیکن اعادہ بعد انقطاع نفس ہوتا ہے اور وصل بلا انقطاع نفس ہوتا ہے۔ پس اگر وقف حسن یا وقف قبیح

پر وقف ہو جائے تو اعادہ کرے، بعض مرتبہ بے محل اعادہ سے بھی ایہام لازم آتا ہے، جیسے قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ پر کسی نے وقف کیا اور اعادہ اِنَّ اللّٰہَ سے کیا تو ایسا اعادہ قبیح ہوگا اس قسم کے اعادہ سے بہت احتراز کرنا چاہیئے اور اعادہ کرتے وقت اس کا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے کہ وقف کے ماقبل اگر وقف تام یا کافی یا علامت وقف ہو تو اعادہ تام یا کافی یا علامت وقف کے بعد سے کرے اس صورت میں اعادہ بھی تام یا کافی ہوگا۔ اگر کسی نے فاعل پر وقف کیا ہے تو فعل سے یا مضاف الیہ پر وقف کیا ہے تو مضاف سے یا صفت پر وقف کیا ہے تو موصوف سے یا حرف جر یا مجرور پر وقف کیا ہے تو متعلق سے لوٹا دے تاکہ ربط کلام ہو بشرطیکہ متعلق محذوف نہ ہو یا اگر معطوف پر وقف کیا ہے تو معطوف علیہ مفرد قریب سے اعادہ کرنا چاہیئے۔ اس قسم کے اعادہ سے اور اس کے مثل سے اعادہ کرنا حسن ہے، اور موانعاتِ اعادہ موانعاتِ وقف کا عکس ہے، پس جس طرح مضاف پر بلا مضاف الیہ کے اور موصوف پر بلا صفت کے اور فعل پر بلا فاعل کے وقف قبیح ہے اسی طرح مضاف الیہ سے بلا مضاف کے اور صفت سے بلا موصوف کے اور فاعل سے بلا فعل کے اعادہ بھی قبیح ہے۔ بہرحال جس اعادہ سے معنی فاحش یا کلام میں خبط اور بے ربطی پیدا ہو ایسا اعادہ قبیح بلکہ کہیں اقبح

ہوگا، اسی وجہ سے بلا ضرورت اعادہ سے ابتدار بہتر ہے۔

تنبیہ :- بعض لوگ قرآت کے درمیان میں کہیں کہیں سکتہ کرکے اعادہ کرتے ہیں جیسے لَا یکلف اللّٰہ نفسا الاَّ سکتہ الا وسعھا۔ اس قسم کا سکتہ اور اعادہ دونوں جائز نہیں جو عربی قواعد سے ناواقف ہیں ان کو چاہیئے کہ ایسی جگہ وقف ہی نہ کریں۔ کیونکہ ایسا قاری محل ابتدا اور محل اعادہ میں فرق ہی نہیں کرسکتا تو ابتدا یا اعادہ کیوں کر صحیح کرسکتا ہے۔

تیسری فصل

وصل کے بیان میں

وصل یعنی حتی الامکان سانس اور آواز کو جاری رکھتے ہوئے پڑھنا یہ وقف کی ضد ہے اس کی دو صورتیں ایک اتّصال حُرُفٍ بِحرفٍ آخر اس کا حکم یہ ہے کہ کلمات و اجزار و متعلقات کلام کو ایک دوسرے سے ملاکر پڑھنا یہ قرآت میں اصل ہے۔ اس کو وصل حقیقی کہتے ہیں، دوسرے اتصال مُوْقَفٌ بِمُوقَفٌ آخر اس کا حکم یہ ہے کہ سرعت قرآت میں محل اوقاف پر وقف نہ کرے، بلکہ ایک موقف کو دوسرے موقف

سے ملا کر پڑھا جائے یہ حدر میں اصل ہے اس کو وصل اصطلاحی کہتے ہیں۔ قرار اسی سے بحث کرتے ہیں اور اس کے قواعد بیان کرتے ہیں یہ اگرچہ قرأت حدر کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ترتیل اور تدویر میں بھی جائز[ع] ہے لیکن چونکہ حدر میں عجلت ہوتی ہے اور وقف کی ضرورت کم پڑتی ہے۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ حدر میں اصل ہے۔ پس جس شخص نے کسی موقف کا کبھی وصل نہ کیا ہو اُس کو وصل کرنے میں دقت ہو گی یا صحیح وصل نہ کر سکے گا بالخصوص ایسا شخص جو قواعد عربی سے ناواقف ہو۔ ان کو چاہیئے کہ وصل کے قواعد معلوم کرلیں چنانچہ جو لوگ وقف کے قواعد معلوم کر لیتے ہیں، لیکن قواعد وصل نہیں معلوم کرتے۔ ان سے بعض جگہ غلطی ہو جاتی ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کا وصل اَللّٰهُ الصَّمَدُ کے ساتھ اس طرح کرتے ہیں کہ اَحَدٌ کی تنوین پڑھ کر یا دال ساکن کر کے ہمزۂ وصل نہیں گراتے، اور قواعد عربی کے خلاف پڑھتے ہیں۔ اس وجہ سے خصوصیت کے ساتھ قواعد وصل کے بیان کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اس میں بھی کیفیت وصل اور محل وصل کے جاننے کی ضرورت ہے۔

اوّل کیفیت وصل یعنی قواعد وصل کا نام معلوم کرنا کہ کس طرح وصل کرنا چاہیئے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وصل اصطلاحی دوسرے

[ع] لیکن ترتیل میں ہر موقف پر وقف بہتر ہے اور تدویر میں قوی موقف پر وقف اور ضعیف موقف کا وصل بہتر ہے ۱۲ منہ ابن ضیاء

وصل بہ نیت وقف ۔

(۱) وصل اصطلاحی یعنی موقوف علیہ کلمات میں سے جب کسی کلمہ کا دوسرے کلمہ سے وصل مقصود ہو تو اس کلمہ آخر جس کو ملایا جائے اور دوسرے کلمہ کا اوّل جس سے ملایا جائے ۔ ان دونوں کے اول اور آخر حرف کی حرکت اور سکون کے اعتبار سے چار صورتیں ، یعنی دونوں متحرک ہوں یا دونوں ساکن ہوں یا پہلا متحرک دوسرا ساکن ہو ۔ یا پہلا ساکن دوسرا متحرک ہو ۔ ہر چار صورتوں کے قاعدے الگ الگ بیان کئے جاتے ہیں ۔

(۱) وصل حرکت بالحرکت اس صورت میں چاہیئے کہ قاری اعراب اور حرکات کو خوب ظاہر کر کے پڑھے کیونکہ بحالت وصل حرکت کا ظاہر کرنا ضروری ہے جیسے تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وغیرہ اگر بحالت وصل حرکت نہ ظاہر ہوئی تو لحن جلی ہو جائے گا ۔

(۲) وصل سکون بالسکون ۔ اس صورت میں اگر پہلا ساکن مدہ ہو تو حرف مد گر جائے گا جیسے وَاَخْفٰى ہ اللّٰهُ اور تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا اور هُرُوْنَ اَخِی ہ اَشْدُدْ بِهٖ وغیرہ اور ساکن من جارہ جیسے مِنَ اللّٰهِ یا ساکن میم الٓمّ کی جیسے الٓمّٓ اللّٰهُ ہے ، ان دونوں صورتوں میں پہلے ساکن کو وصل کی حالت میں فتحہ دیا جائے گا ۔ اور اگر پہلا ساکن میم

جمع ہو تو اس میم کو حرکت ضمہ کی دی جائے گی جیسے لَاحُجَّۃَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمُ ہ اللّٰہُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا ورنہ حرکت کسرہ کی دی جائے گی۔ اگرچہ پہلا ساکن منون ہو جیسے نَذِیْرَا ہ نِالَّذِیْ اور اَحَدُہ نِاللّٰہُ الصَّمَدُ ، مُرِیْبِ دنِ الَّذِیْ وغیرہ ہمزہ وصلی عارضی حذف کر کے پہلے ساکن میں جہاں جس حرکت کا قاعدہ مذکور ہوا ہے اسی حرکت سے وصل کرتا جائے۔

(۳) وصل حرکت بالسکون۔ اس صورت میں پہلے کلمہ کی آخر حرکت کو دوسرے کلمہ کے سکون سے ملا کر پڑھتا جائے جیسے وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اھْدِنَا اس صورت میں بھی دوسرے کلمہ کا ہمزۃ عارضی گر جائے گا لیکن یہاں وصل سے وقف بہتر ہے۔ نہ اس کی وجہ سے کہ آیت ہے بلکہ بعض پڑھے لکھے لوگوں کو دونوں کلموں کے وصل کرنے سے اہدنا کے مہمل ہونیکا وہم ہوتا ہے۔ (۴) وصل سکون بالحرکت۔ اس صورت میں پہلے کلمہ کے آخر کا سکون اور دوسرے کلمہ کے شروع کی حرکت دونوں کو خوب صاف طور سے ادا کرنا چاہیئے جیسے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ہ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ وغیرہ ... دوسری قسم وصل بہ نیت وقف یعنی بلا سانس اور آواز بند کئے ہوئے پڑھ کر حکم وقف کا دینا ، اس قسم کا وصل سات کلموں میں آیا ہے وہ کلمات سبعہ یہ ہیں۔ لَمْ یَتَسَنَّہْ سورہ بقر میں اور

اِقْتَدِہْ سورۃ انعام میں کِتَابِیَہْ، حِسَابِیَہْ دونوں دو دو جگہ اور مَالِیَہْ، سُلْطَانِیَہْ ایک ایک جگہ سورۃ حاقہ میں اور مَاھِیَہْ سورہ قارعہ میں، ان کلمات کے آخر میں جو ہا ہے۔ اس کو ہائے سکتہ کہتے ہیں، محاورۂ عرب میں بحالت وقف کبھی آخر کلمہ میں اس قسم کی ہائے ساکن زائد کی جاتی ہے اس وجہ سے ان کلماتؔ پر وصل بہ نیت وقف کا اطلاق ہوتا ہے۔ وصل بہ نیت وقف کا مطلب یہ ہے کہ وصل کی حالت میں وقف کا قاعدہ جاری کرنا اور چونکہ یہ ہا کلام عرب میں وقف کے ساتھ مخصوص ہے، اس وجہ سے اس کو ہائے سکتہ کہتے ہیں، اور بوجہ مرسوم قرأۃ بہ نیت وقف ان کلمات کے آخر میں ہا رسکتہ بحالت وصل پڑھتے ہیں ورنہ ان کلمات کے علاوہ نہ کسی کلمہ میں ہائے سکتہ زیادہ کرنا جائز ہے اور نہ ان کلمات سبعہ کے وصل میں مثل عِوَجًا وغیرہ کے سکتہ ثابت ہے البتہ منجملہ ان کلمات سبعہ کے جن کلمات پر آیت ہے وہاں مثل بقیہ آیات کے سکتہ جائز ہے اور ان کلمات سبعہ کے علاوہ وصل بہ نیت وقف کہیں نہ کرنا چاہیے۔ یہاں سے سکتہ اور وصل بہ نیت وقف دونوں کا فرق بھی معلوم ہوگیا، کیونکہ وصل بہ نیت وقف میں آواز بالکل بند نہیں ہوتی اور سکتہ میں آواز بند ہو جاتی ہے۔ دوسرا محل وصل یعنی جس جگہ وقف کرنے سے ایہام لازم آئے یا تعلق لفظی پایا جائے

ایسے مواقع کا وصل ضروری ہے ۔ اس کو محل وصل کہتے ہیں ۔ پس جہاں وقف قبیح یا علامت وصل بلا آیت ہو وہاں وصل ضروری ہے بہر حال جہاں جہاں وصل ضروری ہے وہاں وہاں ائمہ وقف نے علامت وصل لکھا ہے تاکہ وہاں کوئی وقف نہ کرے ۔ ورنہ اصل کی بنار پر علامت وصل کی ضرورت نہ تھی پس وہ آیت جس میں تعلق لفظی ہو یا جس جگہ علامت وصل ہو ایسے موقع پر نہ ٹھہرنا اس کو وصل حقیقی کہیں گے اور علامت وقف یا کسی محل وقف کا وصل کرنا اس کو وصل اصطلاحی کہیں گے ۔ علامت وصل دو ہیں ایک لا دوسرے صلے ان دونوں کو اور ان کے ماسوا جہاں بھی لفظی تعلق پایا جائے گا اُس کو محل وصل کہیں گے ۔

تنبیہ

کلام اللہ کو نہایت اہتمام سے مع رعایت وصل اور وقف کے پڑھنا چاہیئے کیونکہ کلام اللہ ملک الکلام ہے ۔ پس قرآن شریف پڑھنے میں قواعد وصل اور وقف کی رعایت بھی مثل تجوید کے مور بہ اور نہایت ضروری ہے ۔ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے ہر مامور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین ۔

وَتَمَّتِ الرِّسَالَۃُ بِعَوْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی یَوْمِ الْجُمعَۃِ

الْمُبَارَكَةِ تَاسِعَ وَّعِشْرِيْنَ مِنْ شَهْرِ
مُحَرَّمِ سَنَةَ تِسْعَةٍ وَّ اَرْبَعِيْنَ وَثَلٰثَ
مَائَةٍ بَعْدَ اَلْفٍ مِنْ هِجْرَةِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ عَلِيْمٌ
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ـ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّيْنَ ٥

تقریظ

اُستاذ القراء مجود اعظمؒ ابی محترم حضرت مولانا

مولوی قاری مقری ضیاء الدین احمد صاحب رح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بعد الحمد و الصلوٰۃ یہ کتاب معرفۃ الوقوف میں نے دیکھا یہ طلباء فن تجوید و قراءت کے لیے بہت مفید اور ضروری کتاب ہے کیونکہ

ہر قاری مقری کو چار علموں کا جاننا ضروری ہے۔ یعنی علم تجوید، علم قرأت، علم رسم خط خدا کا شکر ہے کہ ان سب علوم اور فنون میں بڑی بڑی کتابیں زبان عربی میں موجود ہیں ضرورت زمانہ کے لحاظ سے اگرچہ اُردو میں بھی پڑھنے پڑھانے کے لئے علم تجوید و قرأت و رسم خط میں کتابیں ہیں لیکن علم وقف میں اب تک کوئی کتاب اس قسم کی اُردو زبان میں میری نظر سے نہیں گذری۔ فالحمد للہ علی ذلک کہ یہ کمی بھی پوری ہوگئی۔ خدا کرے مؤلف کے ذوق و شوق علم میں روز افزوں ترقی ہو اور یہ کتاب مقبول ہو آمین۔

حررہ العبد الضعیف

ضیاء الدین احمد غفرلہٗ

از تارا ضلع الہ آباد ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ

محمد رمضان کاتب اچھرہ لاہور

سبیل الرشاد فی تحقیق تلفظ الضاد

ازاستاذالقراءحضرت قاری محمد شریف صاحب دامت برکاتہم وفیوضہم ۔

یوں تو حرف ضاد کے بارے میں بہت سے رسائل ہو چکے ہیں لیکن رسالہ سبیل الرشاد فی تحقیق تلفظ الضاد اس باب میں نہایت جامع اور کامل و مکمل تالیف ہے اس رسالے میں افراط و تفریط سے بالکل الگ رہ کر حرف ضادؔ کی ادائیگی اور اس کے تلفظ پر علم تجوید کے اصول و قواعد علمائے تجوید و قراءتؔ فقہاء امت، علمائے تفسیر علمائے عربیت اور علمائے حرمین الشریفین کے ارشادات کی روشنی میں نہایت جامع اور محققانہ کلام کیا گیا ہے اور اس بارے میں جو جو شبہات پیش کئے جاتے ہیں۔ اور لوگ جس جس طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ ان سب کے نہایت شافی اور مسکت جوابات اس میں دیے گئے ہیں۔ غرضیکہ اس کے دیکھنے سے مسئلہ کے تمام پہلو بالکل صاف اور بے غبار ہو کر سامنے آجاتے ہیں اور علم کے اس باب کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے مزید کسی کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ قیمت -/۳ روپے

ناشر

(قاری) سراج احمد ناظم مکتبۃ القراءۃ متصل مدرسہ دارالقراءعم

ماڈل ٹاؤن لاہور

معلم التجوید للمتعلم المستفید

(بزبان اُردو)

یہ کتاب بھی علم تجوید میں ہے، اور مصنف زینت القرآن شیخ القراء حضرت قاری محمد شریف صاحب ہی کی تصنیف ہے کتاب بالکل نئے انداز اور نرالے طرز کی ہے۔ نہایت جامع اور فن کے جملہ مسائل پر حاوی ہے۔ ہر مسئلہ کو نہایت سلیس اور عام فہم عبارت میں بہ شکل سوال وجواب سمجھایا گیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے یوں محسوس ہوگا کہ گویا آپ اپنے مشفق اور مہربان استاد سے فن کے مسائل دریافت کر رہے ہیں۔ اور وہ آپکو نہایت شفقت اور مہربانی کے ساتھ آپکے سوال کی ایک ایک شق کا جواب دے رہے ہیں۔ اس طرح اس کتاب کے پڑھ لینے سے فن کے تمام مسائل نہایت عمدگی اور خوبی کے ساتھ ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ زبان نہایت سلیس، عام فہم طرز بیان دل آویز اور ترتیب نہایت عجیب ہے کہ متعلم ذرا سی محنت سے بآسانی قواعد تجوید پر عبور حاصل کر سکتا ہے۔ غرضیکہ علم تجوید میں ماہر بننے اور اس کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ رسالہ زینت القرآن کے معلمین کے لئے بھی یہ کتاب ایک تحفہ ہے۔ اسکی امداد سے وہ طلباء کو رسالہ مذکور کو اچھی طرح سمجھا کر پڑھا سکتے ہیں۔ -/۸ روپے

کتاب فوائد مکیہ مصنفہ امام فن استاذ الاساتذہ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکی ثم الہ آبادی رح اپنی جامعیت اور مقبولیت

کی وجہ سے علم تجوید میں ایک نمایاں اور امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یہ کتاب سالہا سال سے برصغیر پاک و ہند کے مدارس تجویدیہ و نیز مدارس عربیہ کے شعبہ ہائے تجوید میں داخل نصاب چلی آرہی ہے۔ لیکن مصنف علام نے چونکہ اس کتاب کی تالیف میں خیر الکلام ما قل و دل کے اصول کو سامنے رکھا ہے۔ اس لئے اکثر موقعوں میں غایت درجہ کے ایجاز و اختصار سے کام لیا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں بعض مضامین بجائے خود بھی خاصے مشکل اور قابل حل تھے جس کی وجہ سے عام طلبہ اور معلمین کو افہام و تفہیم میں بڑی دقت پیش آتی تھی۔ اس لئے ضرورت محسوس کی گئی کہ اس کتاب پر ایک ایسا حاشیہ لکھا جائے جو آسان بھی ہو اور مفصل بھی۔ تاکہ دور حاضر کے متعلمین اور معلمین اس سے استفادہ کرکے کتاب کے مسائل کو کماحقہ، سمجھ سمجھا سکیں۔ چنانچہ اسی احساس اور جذبہ کی بنا پر جناب قاری محمد شریف مدظلہ العالی نے پوری تحقیق اور محنت شاقہ کے بعد توضیحات مرضیہ کے نام سے ایک نہایت جامع اور قابل دید حاشیہ تالیف کیا ہے پوری کتاب میں شاید ایک مقام بھی ایسا نہ مل سکے جہاں ناظرین وضاحت کی ضرورت محسوس کریں حاشیہ کی افادیت عام اور تام بنانے کے جذبہ سے مضامین حتی الامکان عام فہم اور اور سلیس زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ قیمت ۵/۵۰ روپے

معلم التجوید للمتعلم المستفید

(بزبان اردو)

یہ کتاب بھی علم تجوید میں ہے ، اور مصنف زینت القرآن
شیخ القراء حضرت قاری محمد شریف صاحب ہی کی تصنیف ہے
کتاب بالکل نئے انداز اور نرالے طرز کی ہے ۔ نہایت جامع اور فن کے
جملہ مسائل پر حاوی ہے ۔ ہر مسئلہ کو نہایت سلیس اور عام فہم
عبارت میں بہ شکل سوال و جواب سمجھایا گیا ہے ۔ اس کتاب کے
مطالعہ سے یوں محسوس ہوگا کہ گویا آپ اپنے مشفق اور مہربان
استاد سے فن کے مسائل دریافت کر رہے ہیں ۔ اور وہ آپ کو نہایت
شفقت اور مہربانی کے ساتھ آپ کے سوال کی ایک ایک شق کا جواب
دے رہے ہیں ۔ اس طرح اس کتاب کے پڑھ لینے سے فن کے تمام
مسائل نہایت عمدگی اور خوبی کے ساتھ ذہن نشین ہو جاتے
ہیں ۔ زبان نہایت سلیس ، عام فہم طرز بیان دل آویز اور ترتیب
نہایت عجیب ہے کہ متعلم ذرا سی محنت سے باسانی قواعد تجوید پر
عبور حاصل کر سکتا ہے ۔ غرضیکہ علم تجوید میں ماہر بننے اور
اس کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ
نہایت ضروری ہے ۔ رسالہ زینت القرآن کے معلمین کے لیے بھی یہ
کتاب ایک تحفہ ہے ۔ اس کی امداد سے وہ طلباء کو رسالہ مذکور
کو اچھی طرح سمجھا کر پڑھا سکتے ہیں ۔

منظور شدہ محکمہ تعلیم ، صوبہ سرحد (پاکستان) بمطابق چٹھ
ڈائریکٹر تعلیم شمال مغربی سرحدی صوبہ — پشاور نمبر ۱۳۱—۹۳۱
اے۔ڈی (ایکس ٹینشن) مورخہ پشاور ۱۱ فروری ۱۹۷۵ء

ڈائریکٹر تعلیم

صوبہ سرحد ، پشاور کی جانب سے

اسکولوں کے لیے منظور شدہ کتابیں :—

۱- **زینت القرآن :** استاذ القراء حضرت قاری محمد شریف صاحب نے یہ رسالہ خاص کر کے اسکولی بچوں کے لیے لکھا ہے - اس ک زبان نہایت آسان اور عام فہم استعمال کی گئی ہے - اساتذہ کرا سہولت کے لیے اس رسالہ کو چالیس سبقوں میں تقسیم کیا گیا ۔ رسالہ ہذا میں تجوید کے جملہ مسائل بچوں کی زبان میں آسان انداز میں جمع کر دیے گئے ہیں - اگر یہ کہا جائے کہ کوزے میں دریا کو بند کر دیا گیا ہے تو بے جا نہ ہوگا - قیمت ۳-۰۰ رو

۲- **جمال القرآن مع حاشیہ ایضاح البیان :** متن مولانا اشرف علی صاحب رح حاشیہ حضرت قاری محمد شریف صاحب - یہ حاشیہ جمال القرآن کا نہایت کامل ، مکمل ہے بحمد اللہ تعالیٰ استاذ اور شاگرد دونوں کے لیے مشعل راہ ہے تجوید کے جملہ مسائل اس میں آ گئے ہیں - قیمت ۲-۵۰ رو

۳- **معرفۃ الوقوف مع جامع الوقف :** یہ رسالہ حضرت قاری محب الدین صاحب کا ہے موصوف نے اس کی طباعت کے حقوق صرف مکتبۃ القرآۃ کو دے دیے ہیں یہ کتاب وقف کے باب اور مسائل میں اپنی نظیر آپ ہے ان کی سمجھ کر پڑھ لینے سے متعلقات یعنی سکتہ ، قطع ، اعادہ اور وصل وغیرہ طرح سمجھ میں آ جاتے ہیں محکمہ تعلیم سرحد نے جامعیت کو دیکھ کر منظور فرمایا ہے -

ان منظور شدہ کتابوں کی اشاعت کا واحد

ملنے کا پتہ

(قاری) سراج احمد خانپوری مینیجر مکتبۃ القرآۃ B ماڈل ٹاؤن
(شاخ : مکتبۃ القرآۃ ، ۲ خیبر بازار ، پشاور)